عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۹ جلد: ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ جولائی 2014

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مسلسل اشاعت کے ۲۵ سال

نزول قرآن اور استقبال رمضان

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اکبر کا خطرناک زمانہ

حضرت وحشی بن حرب کا قبول اسلام

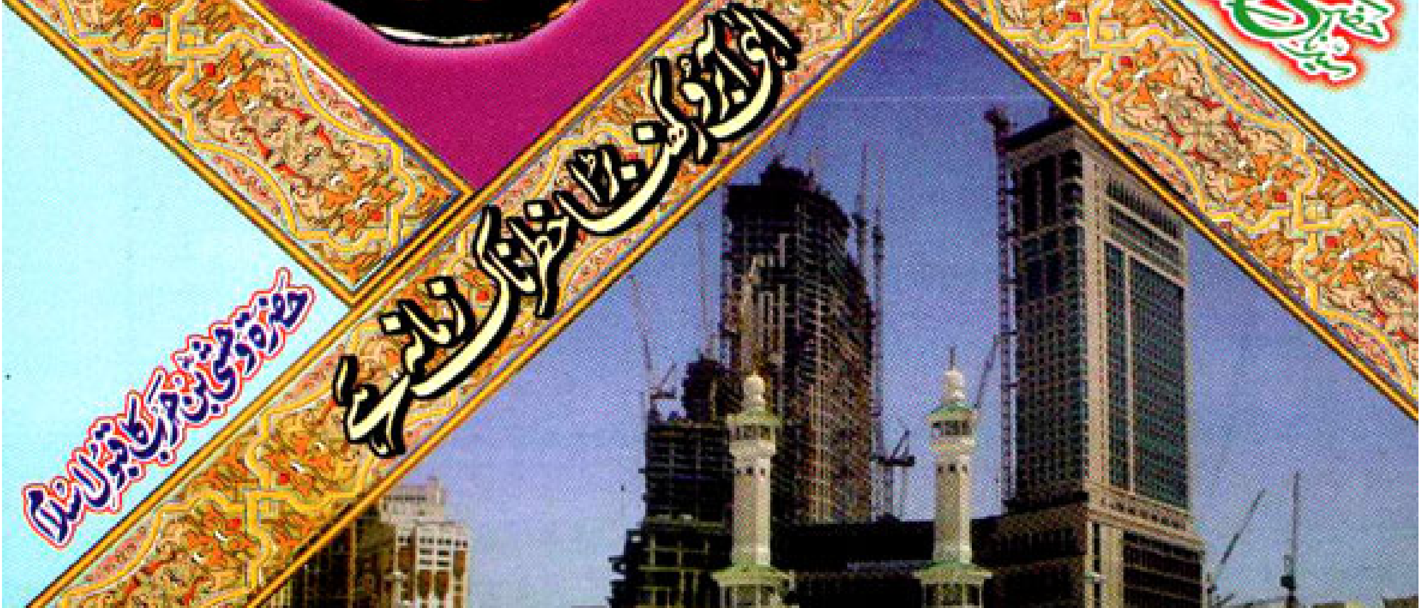

شکیل بن حنیف اور مسیحیت ومہدویت کا دعویٰ

آسیہ اور کذاب

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۹ ۰ جلد: ۱۸

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

الٰہی آبرو رکھنا بڑا خطرناک زمانہ ہے	مولانا اللہ وسایا	3
تحفظ ختم نبوت کی بہاریں	مولانا اللہ وسایا	4

مقالات ومضامین

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ	مولانا محمد عبداللہ	7
حضرت وحشیؓ بن حرب کا قبول اسلام	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	10
صحابہ کی تعریف...... حضرات صحابہ کرامؓ	مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ	11
نزول قرآن اور استقبال رمضان	مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	14
فضائل ماہ رمضان المبارک	مولانا محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ	21
ایک ہفتہ...... حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دیس میں (قسط نمبر 6)	مولانا اللہ وسایا	26
عقیدہ ختم نبوت	مولانا مفتی خالد محمود کراچی	35
امریکی خیرخواہی...... چہ معنی دارد؟	جناب محمد شاہد انور بانکوی انڈیا	37

شخصیات

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ (آخری قسط)	ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم چشتی	39
مشائخ تونسہ شریف کی تحریک ختم نبوت میں خدمات (قسط نمبر 3)	مولانا عبدالعزیز لاشاری	42

رد قادیانیت

شکیل بن حنیف اور مسیحیت ومہدویت کا دعویٰ	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	45
ایک اور کذاب	جناب محمد متین خالد	48
قادیانیوں سے بائیکاٹ کیوں؟ (قسط نمبر 3)	مولانا غلام رسول دین پوری	51

متفرقات

صدقہ فطر اور اس کے فائدے	مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

الٰہی آبرو رکھنا بڑا خطرناک زمانہ ہے!

جناب عمران خان صاحب نے اسلام آباد کے ڈی چوک میں ۱۱ مئی کو بڑا جلسہ عام منعقد کیا۔ اس میں (ق) لیگ نے بھی شرکت کی۔ جناب پروفیسر طاہر القادری نے بھی اسی روز ملک بھر میں ریلیوں کا اعلان کیا اور خود کینیڈا سے سنت الطاف حسین کے مطابق ٹیلی فونک خطاب کیا۔ اس سے قبل جیو اور جنگ کے اینکر و کالم نگار جناب حامد میر پر کراچی میں قاتلانہ حملہ ہوا۔ جیو نے ایک حساس ادارے کے سربراہ کو نہ صرف ملزم گردانا بلکہ ان کے نام کی کئی گھنٹے تک پٹی بھی چلائی۔ اس سے ملک بھر میں بعض جماعتوں نے حساس ادارے سے اظہار ہمدردی کو فوج سے اظہار ہمدردی کا نام دے کر خوب مظاہرے کئے۔ ان جماعتوں کے مخالفین نے ان کو ان اداروں کا آلہ کار اور بعض کو اسٹیبلشمنٹ کا لے پالک قرار دیا۔ اس موقع پر گنگا کے اشنام میں جناب عمران خان اور جناب طاہر القادری نے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ دونوں احتجاجی جلسوں کو جیو اور حساس اداروں کی .... کے تناظر میں دیکھا گیا۔ ادھر جیو اور جنگ گروپ کے اہلکاروں اور ہمدردی رکھنے والوں نے میدان میں قدم رکھا۔ کیبل آپریٹروں سے ہاتھا پائی بھی ہوئی۔ دونوں جانب بھرپور مظاہرے ہوئے۔ ایسا ماحول بنا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

اس دوران میں بدنام زمانہ وینا ملک اور اس کے خاوند اسد نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سیدہ فاطمہؓ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شادی پر فلم میں ان کے کردار ادا کئے۔ اس کو جیو نے چلایا۔ اہانت اہل بیتؓ کی اس سنگین و شرمناک اور اندوہناک حرکت پر پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ تمام مکاتب فکر نے اس پر دلی اضطراب کا اظہار کیا اور اپنا احتجاج نوٹ کرایا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ جیو اور جنگ صرف اور صرف مال بنانے کے چکر میں ملک و مذہب کے تشخص کو پامال کررہے ہیں۔ عریانی و فحاشی کو انہوں نے عروج دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اس ملعون دنیا کمانے کے چکر میں مذہب و ملک پاکستانی قوم اور مسلمانوں کی روایات کا قیمہ کردیا گیا ہے۔

سیدہ کائنات سیدہ فاطمہؓ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ کی اہانت پر مبنی جیو کی فلم نے اس کے مالکان اور کارکنوں کے تمام بل کس نکال دیئے۔ وہ معافی پر معافی مانگنے کے درپے ہوئے۔ (کاش جناب میر شکیل صاحب اپنے روٹھے رب تعالیٰ کو منانے پر صدق دل سے کوشش کریں کہ ان کے والد گرامیؒ اور ان کے خاندان کا کچھ بھرم رہ جائے) جیو کی اس فلم پر جیو کے خلاف ملک بھر میں احتجاج ہوا۔ لیکن اے۔ آر۔ وائے کے اینکر مبشر لقمان نے اس ملعون فلم کو بیسیوں دفعہ اے۔ آر۔ وائی پر ری پلے کیا۔ کمینگی کی حد ہوگئی۔ ایک نے غلط کام کیا تو دوسرے نے اس جرم کو بار بار دہرا کر اہل بیتؓ کی اہانت کا ریکارڈ قائم کردیا۔ پیمرا کے غیر سرکاری ممبران نے ایک اجلاس میں جیو پر بندش عائد کردی۔ حکومت نے ان کے اجلاس کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ نادیدہ قوتوں نے اس فیصلہ کی آڑ میں جیو کی نشریات روک دیں۔ آج

۲۷ر مئی ۲۰۱۴ء کے اخبارات میں سپریم کورٹ کے کل ۲۶ر مئی کے فیصلہ کو ہیڈ سرخیوں سے شائع کیا کہ جیو کی نشریات بحال کردی گئیں۔ پوری پاکستانی قوم کو اداروں کے اس ٹکراؤ نے شدید دباؤ کا شکار کردیا ہے۔ چار سو بھانت بھانت کی گردانیں دہرائی جارہی ہیں۔ ادھر انڈیا میں نریندر مودی صاحب نے وزیراعظم کا منصب سنبھال لیا ہے۔ ہمارے وزیراعظم سمیت سارک ممالک کے وزرائے اعظم نے تقریب حلف برداری میں شرکت کی۔ نریندر مودی اور جناب نواز شریف کے اس خیر مقدمی اقدام پر جناب عمران خان، جناب پرویز الٰہی اور پروفیسر طاہر القادری کی یکجہتی، حساس ادارے اور جناب حافظ سعید صاحب کی ہم آہنگی پر سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے:

الٰہی آبرو رکھنا بڑا خطرناک زمانہ ہے ۔۔۔ دلوں میں بغض، بظاہر دوستانہ ہے

۲۸ر مئی کے اخبارات میں ہے کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ کہ ''جیو نشریات بحال کی جائیں'' پر عمل درآمد پیمرا نے روک دیا ہے۔ ادھر چوہدری شجاعت حسین نے حساس ادارہ سے ٹکراؤ کو خطرناک قرار دیا ہے۔ جسٹس جواد خواجہ نے گمشدہ افراد کے کیس میں سپریم کورٹ کے خلاف بینرز لگنے پر شدید ریمارکس دیئے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب دینی جماعتوں کے اتحاد کے لئے ملاقاتیں کررہے ہیں۔ حق تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائیں۔ ملک عزیز میں اس افراتفری نے عام شہریوں کا سکون برباد کردیا ہے۔ آخر کیا ہورہا ہے۔ سوچئے اور بار بار سوچئے۔

تحفظ ختم نبوت کی بہاریں

حق تعالیٰ شانہ نے سیّدنا آدم علیہ السلام سے سلسلۂ نبوت کا آغاز فرماکر رحمت عالم ﷺ کی ذات مقدس پر اس کی تکمیل فرمادی۔ سیّد الاولین والآخرین کو اللہ رب العزت نے ''خاتم النبیین'' کے وصف خاص سے ممتاز فرمایا۔ اس ''خصوصیت'' سے بھی آپ ﷺ ایسے فرد وحید ہیں کہ پوری کائنات میں کوئی فرد جن و بشر، ملائکہ بحر و بر آپ کا شریک و سہیم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیّدنا صدیق اکبرؓ کے عہد مبارک سے لے کر اس وقت تک ایک لحہ کے بھی استثنا کے بغیر امت مسلمہ اس عقیدہ کے تحفظ کے فرض کی بجا آوری کے لئے بنیان مرصوص بنی ہوئی ہے۔ آج ۲۷ر رجب المرجب ہے۔ رمضان المبارک کا پرچہ پریس بھجوانا ہے۔ آج کی مجلس میں چند خوش کن کامیابیوں، کامرانیوں اور اقدامات و اہداف سے متعلق چند باتیں پیش خدمت ہیں:

۱...... روزنامہ اسلام کے قارئین گزشتہ کئی ہفتوں سے اس خوش کن خبر کو پڑھ رہے ہیں کہ ''بچوں کے اسلام'' کی ایک اشاعت کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کیا گیا ہے جو بہت جلد لاکھوں اسلامیان وطن کو عقیدہ ختم نبوت سے متعلق اتنی بھرپور معلومات سے مالا مال کردے گی کہ اس کے قارئین اس کے مطالعہ سے ''صاحب نصاب'' بن کر ان معلومات کو آگے پہنچانے والے بن جائیں گے یوں نئی نسل کی ایک کھیپ کو اس کام کے لئے پہلے عقیدتاً اور اب عملاً بھی میدان میں آپ دیکھیں گے۔

۲...... ابھی ماضی قریب میں قادیانی چیف گرو مرزا مسرور احمد قادیانی کے رضاعی بھتیجے جناب شمس الدین نے اسلام قبول کیا، مجھے آزاد کشمیر سے ایک دوست نے اطلاع دی کہ ''گوئی آزاد کشمیر'' کے قریب میں ساٹھ قادیانیوں نے قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کیا۔

۳...... قریب میں گولارچی سندھ میں چھ قادیانیوں، کنری اور حیدرآباد میں آٹھ قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

۴...... فیصل آباد کے قریب کے گاؤں میں چھ قادیانیوں نے اسلام قبول کیا، اسی طرح تسلسل کے ساتھ خوش کن اطلاعات راحت قلب وجگر کا سامان کر رہی ہیں۔

۵...... قارئین کے علم میں ہوگا کہ آج سے ڈیڑھ سو سال قبل حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو، پھر حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے دو گرامی قدر شاگرد مولانا سید انور شاہؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو، آج سے سوا سو سال قبل مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے علامہ محمد اقبالؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور اپنے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کو، اور سو سال قبل مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور قائدین احرار کو جماعتی سطح پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے میدان میں اتارا تھا۔ آج سے چالیس سال قبل شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، چوہدری ظہور الٰہیؒ ایسے بیسیوں رہنماؤں کی کاوشوں سے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور پھر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی قیادت میں ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیوں کے متعلق قانون سازی کا مرحلہ طے ہوا، چنانچہ آج اس کی ''بہاریں'' کھلے عام نظر آرہی ہیں۔

۶...... برصغیر پاک وہند میں عقیدہ ختم نبوت کی جدوجہد میں ایک نمایاں ''کارنامہ'' جو نظر آتا ہے وہ ''سالانہ ختم نبوت ریفریشر کورس'' ہے۔ اس کی تاریخ جتنا قدیم ہے اتنا ہی اپنے اندر تسلسل رکھتی ہے کہ اس پر جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

پہلے قادیان میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عنایت اللہ چشتیؒ ایسے حضرات نے مجلس احرار الاسلام کل ہند کے دفتر قادیان میں علماء کرام کی ایک جماعت کو رد قادیانیت کے لئے تربیت دینے کا آغاز کیا۔ پاکستان بننے کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دو جگہ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ملتان میں اور مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ نے شاہی مسجد چنیوٹ میں اس سالانہ کورس کی کلاسوں کو جاری رکھا۔

۷...... پھر ایک وقت آیا کہ جب چناب نگر میں اس کورس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے منتقل کیا۔ اس وقت تک مختصر عرصہ میں ''سالانہ ختم نبوت سمر کورس'' سے چار ہزار تین سو دس (۴۳۱۰) علماء، طلبا، خطبا، اسکولز وکالج اسٹوڈنٹس اور دیگر طبقۂ حیات سے تعلق رکھنے والے حضرات نے امتحان میں کامیابی کے بعد اسناد حاصل کیں۔ امسال یہ کورس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۳۱ رمئی سے ۲۳ رجون ۲۰۱۴ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں شرکت کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی منتخب کتب کا ایک سیٹ دیا جاتا ہے۔ کورس میں شریک حضرات کا ہر ہفتہ کو ہفتہ بھر کی پڑھائی کا امتحان تحریری امتحان ہوتا ہے تمام پرچوں میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد اور نمایاں پوزیشن ہولڈرز حضرات کو اضافی کتب اور نقد انعامات دیئے جاتے ہیں۔ امسال اس کورس میں شرکت فرمانے والے حضرات کو جامعۃ الرشید کے رہنما مولانا مفتی ابولبابہ خود اپنے مرتب کردہ ''قرآنی عربی کورس'' کو بھی کمپیوٹر کی مدد کے ساتھ کرائیں گے۔ جس میں کورس کے تمام شرکاء کی شرکت لازمی ہوگی، جس سے انشاء اللہ العزیز اٹھانوے فیصد الفاظ قرآنی کا ترجمہ کرنے پر شرکاء قادر

ہو جائیں گے۔ختم نبوت کورس میں یومیہ آٹھ گھنٹے پڑھائی ہوتی ہے۔تقابل ادیان کے بہت سارے عنوانات پر بھرپور تیاری کے ساتھ منتخب کتب کا نصاب بھی پڑھایا جاتا ہے اور علاوہ ازیں تقریر و تبلیغ کے لئے بھی تربیت کورس کا لازمی حصہ ہوتی ہے۔امسال اتنی بھرپور تیاری کی جارہی ہے کہ بہت بڑی تعداد کے شریک ہونے کی توقع ہے۔

۸...... اس طرح امسال ایک اور قابل قدر فیصلہ سامنے آیا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں جو سالانہ سہ ماہی کلاس ختم نبوت کے عنوان پر فارغ التحصیل علماء کے لئے لگتی تھی، اس کا دورانیہ ایک سال کردیا گیا ہے اور اس کے موضوعات میں بھی توسیع کردی گئی ہے، مبادیات تفسیر، اصول حدیث بمع اصطلاحات، اصول فقہ، تربیت تحریر وتقریر، اجرا صرف ونحو، حفظ الاحادیث، مطالعہ ختم نبوت، جغرافیہ، فلکیات اور جدید فتن کے متعلق منتخب نصاب سال بھر اتنا کچھ پڑھادیا جائے گا کہ اس میں شریک ہونے والے علماء کرام جہاں جہاں تشریف لے جائیں گے اور مرکز قائم کرکے بیٹھ جائیں گے مثبت انداز میں کام کرنے کی ان پر ایسی رحمت حق راہیں کھولے گی کہ دنیا عش عش کر اٹھے گی۔ اس ایک سالہ کلاس کا بھی شوال سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں آغاز ہوگا۔وفاق کے جید جدآیا میٹرک پاس حضرات کو داخلہ دیا جائے گا۔سال کے آخر میں کم از کم دو سو صفحات کا مقالہ لکھنا ضروری ہوگا۔

۹...... اسی طرح عالمی مجلس نے رد قادیانیت پر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور دیگر رائیٹرز حضرات کی قلمی کاوشوں کو ’’احتساب قادیانیت‘‘ کے نام پر جمع کرنا شروع کیا تھا، اس کی چھپن جلدیں شائع ہوگئی ہیں۔مزید یہ سلسلہ جاری ہے۔

۱۰...... یہ بھی یاد رہے کہ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی سرکاری رپورٹ جو پانچ جلدوں پر مشتمل شائع ہوئی تھی، اس کی تلخیص اردو انگلش میں شائع کرنے کی تیاری ہورہی ہے۔

قارئین فرمایئے کہ حق تعالیٰ نے کس طرح ان منصوبوں کے تحت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو چارسوئے عالم عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو مثبت انداز میں آگے بڑھانے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے کہ ہر طرف ختم نبوت کی بہاریں ہی بہاریں نظر آرہی ہیں۔اللہ تعالیٰ مزید شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔آمین!

۱۱...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت میں دینی مدارس بھی ہیں۔ان میں سے بعض مدارس میں مسافر طلباء سینکڑوں کی تعداد میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔توقع ہے کہ احباب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو رمضان المبارک میں حسب سابق اپنی مالی معاونت بھرپور از قسم عطیات، زکوٰۃ، صدقہ فطر سے حصہ ڈالیں گے۔

حکیم عبیدالرحمٰن کی وفات

حکیم عبیدالرحمٰن ہمارے مخدوم مولانا محمد شریف بہاولپوری کے فرزند ارجمند تھے۔۲۵ رمئی کو دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ان کی نماز جنازہ شریف آباد بہاولپور میں ادا کی گئی۔امامت کے فرائض شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے سرانجام دیئے۔مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحاق ساقی سمیت ہزاروں مسلمانوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی۔ملوک شاہ قبرستان میں میں اپنے برادر نسبی مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ

مولانا محمد عبداللہ

نام ونسب

آپ کا نام نامی اسم گرامی علی، کنیت ابوالحسن وابوتراب، لقب اسد اللہ حیدر اور مرتضیٰ، والد کا نام ابوطالب والدہ کا نام فاطمہؓ، آپ کا نسب رسول کریم ﷺ سے اس قدر قریب ہے کہ مصطفیٰ ﷺ ومرتضیٰؓ ایک دوسرے کے عم زاد بھائی تھے۔ حضرت علیؓ نجیب الطرفین ہاشمی تھے۔ آپ بعثت رسول اللہ ﷺ سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ بعثت کے بعد جب حضرت رسول اکرم ﷺ نے اپنے قبیلہ بنوہاشم کے سامنے اسلام پیش کیا تو حضرت علیؓ نے سب سے پہلے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ اس وقت ان کی عمر مختلف مؤرخین کے قول کے مطابق آٹھ، نو یا دس سال تھی۔ تاہم ان کا یہ مومنانہ وجرأت مندانہ کارنامہ قبل از بلوغ ہے۔

جناب ابوطالب کثیر العیال تھے۔ معاش کی تنگی نے پریشان کر رکھا تھا۔ جب مکہ مکرمہ میں قحط پڑا تو پیغمبر کریم ﷺ نے محبوب چچا کی عسرت سے متاثر ہو کر اپنے دوسرے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ہمیں اس مصیبت وپریشانی میں جناب ابوطالب کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے جعفر بن ابی طالبؓ کو اور رسول خدا ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنی آغوش کفالت وتربیت میں لے لیا۔ چنانچہ وہ اس وقت سے برابر حضور پرنور ﷺ کے ساتھ رہے۔ چونکہ آغوش نبوت میں تربیت پائی تھی۔ اس لئے پیغمبر خدا ﷺ کی بے شمار صفات آپ میں منعکس ہوئیں۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ میں سب سے اعلیٰ درجہ کے فصیح وبلیغ اور اونچے درجہ کے خطیب تھے اور شجاعت وبہادری میں مثالی حیثیت رکھتے تھے۔ اس درجہ کے بہادر اور دلیر تھے کہ جس رات نبوت کے بدر منیر نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کے بستر پر پرخطر رات گزاری۔ ہجرت کے دوسرے سال رسول مقبول ﷺ نے اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ بنت حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے آپؓ کا نکاح کر دیا۔ جن سے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، محسن زینبؓ کبریٰ اور ام کلثوم کبریٰؓ پیدا ہوئیں۔ حضرت علیؓ پیغمبر خدا ﷺ کے ہر وقت قریب رہتے اور اکثر رسول اکرم ﷺ کے معاہدے تحریر کرتے تھے۔ سوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ رہے اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

دراصل ۹ ہجری میں جب پیغمبر ﷺ نے تبوک کا قصد فرمایا تو حضرت علیؓ کو اہل بیت کی حفاظت کے لئے مدینہ میں رہنے کا حکم دیا۔ شیر خدا کو شرکت جہاد سے محرومی کا غم تو تھا ہی منافقین کی طعنہ زنی نے اور بھی رنجیدہ کیا۔ آپ ﷺ کو اس کا حال معلوم ہوا تو ان کا غم دور کرنے کے لئے فرمایا کہ: علیؓ! کیا تم اسے پسند نہیں کرو گے کہ میرے نزدیک تمہارا وہ رتبہ ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری)

حضور اکرم ﷺ نے سفر آخرت فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا اور

سب نے بیعت کی تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے مشیر و معاون رہے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی حضرت علیؓ کی رائے اور مشورہ کی بہت اہمیت تھی اور اکثر کام ان کے مشورہ سے کئے جاتے تھے۔ ۳۵ ہجری میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ نے مسند خلافت کو زینت بخشی۔ چار سال نو ماہ تخت خلافت پر متمکن رہ کر ۱۸ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں زہر آلود تلوار کا زخم کھا کر ۲۱ رمضان کو جام شہادت نوش کیا اور کوفہ کے قریب ہی مقام نجف میں مدفون ہوئے۔

فضائل و مناقب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بچپن ہی سے درسگاہ نبوت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا اور سفر و حضر میں صحبت نبوی ﷺ میں رہ کر خوب خوب اکتساب فیض کیا۔ شاہ ولی اللہؒ نے بارگاہ رسالت میں جناب امیرؓ کے اس تقرب و تربیت کو ان کے فضائل کی اصلی بنیاد قرار دیا ہے اور مسند امام احمد بن حنبلؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے فضائل میں اس کثرت سے روایات ہیں کہ کسی دوسرے صحابی کے متعلق اس کثرت سے نہیں۔ غرض حضرت علیؓ نے ابتداء ہی سے علم و فضل کے گہوارہ میں تربیت پائی تھی۔ اس لئے صحابہ کرامؓ میں آپ غیر معمولی تبحرانہ فضل و کمال کے مالک اور انا مدینة العلم و علی بابها اور بروایت جامع ترمذی، مناقب علی المرتضیٰؓ انا دار الحکمة و علی بابها کہ میں علم و حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں کے طغرائے خاص سے ممتاز ہوئے۔ گو محدثین نے ان روایات میں صحت و سقم کے اعتبار سے کلام کیا ہے۔ تاہم فضائل و مناقب کے سلسلے میں محدثین کرام کے ہاں خاصا توسع پایا جاتا ہے۔

مقدمات کا فیصلہ کرنے اور حق و انصاف کا دامن تھامے رہنے میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال کی استعداد اور قابلیت عطاء فرمائی تھی۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ: ''اقضانا علیٰ و اقرأنا ابی ''یعنی ہم میں سب سے موزوں فیصلہ کرنے والے حضرت علیؓ ہیں اور سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعبؓ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مدینہ والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والا حضرت علیؓ کو قرار دیا۔ آنحضرت ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے حضرت علیؓ کو اقضاهم علی کی سند مل چکی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سب سے صحیح فیصلہ کرنے والے حضرت علیؓ ہیں۔ حضرت علیؓ کو خدائے بزرگ و برتر نے شریعت مصطفویہ کے اسرار و معارف پر اطلاع کے سلسلے میں بھی خوب نوازا تھا۔ وہ کلی طور پر شریعت پر ایک مبصرانہ نگاہ ڈال کر ایک کلی اصول طے کر لیتے تھے۔ چنانچہ انہیں احکام اسلام کی جزوی مصلحتوں اور ان کی تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ بلکہ اسی قاعدہ کلیہ کے تحت جزوی مصلحتوں تک رسائی ہو جاتی تھی۔ امت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰة والسلام میں ایسے بہت سے علماء گزرے ہیں جن کو یہ خداداد صلاحیت و قابلیت حاصل رہی ہے۔ مگر حضرت علیؓ کا پایہ ان سب میں بلند ہے۔

تصوف کے اکثر سلسلے سینۂ مرتضوی پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔ حضرت علیؓ کے اقوال و ارشادات آپ کے خطبات اور درس و وعظ اور آپ کے مواعظ و نصائح اس بات کا بین ثبوت ہیں۔ چنانچہ تصوف جو مذہب کی جان، شریعت کی روح اور جو خاصان امت کا حصہ ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کے حقائق و معارف بہت خوبی سے بیان کئے

ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے ایام طفولیت ہی سے سرورکائنات ﷺ کے دامن عاطفت میں تربیت پائی تھی۔ اس لئے وہ قدرۃً محاسن اخلاق اور حسن تربیت کا نمونہ تھے۔ نہ آپؓ کی زبان کبھی کلمۂ شرک وکفر سے آلودہ ہوئی اور نہ آپ کی پیشانی غیر خدا کے آگے جھکی۔ آپ ابتداء ہی سے امین تھے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس قریش کی امانتیں جمع رہتی تھیں۔ جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ان امانتوں کی واپسی کی خدمت حضرت علیؓ کے سپرد فرمائی۔ اپنے عہد خلافت میں آپ نے مسلمانوں کی امانت یعنی بیت المال کی جیسی امانتداری فرمائی اس کا اندازہ حضرت ام کلثومؓ کے اس بیان سے ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ نارنگیاں آئیں۔ امام حسنؓ وامام حسینؓ نے ایک نارنگی اٹھالی۔ جناب امیرؓ نے دیکھا تو چھین کر لوگوں میں تقسیم کردی۔ اسی طرح حضرت امیرالمومنینؓ کے زمانے میں بیت المال کے خزانچی حضرت علی بن ابی رافع کا بیان ہے کہ آپ کی بیٹی زینبؓ نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر موتیوں کا ہار زینت حاصل کرنے کے لئے ادھار منگوایا۔ حضرت علیؓ نے ان کے گلے میں یہ ہار پہچان کر مجھے بلا بھیجا اور ہار واپس کرانے کے علاوہ مجھے اور اپنی بیٹی کو ڈانٹا کہ مسلمانوں کی رضامندی اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کے مشترکہ مال میں سے کسی چیز کا استعمال جائز نہیں۔ اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔ مگر دامن ورق وقرطاس تنگ ہے۔

بظاہر گو حضرت علیؓ دنیاوی دولت سے تہی دامن اور خالی ہاتھ تھے۔ مگر دل غنی تھا اور اصل دولت مندی تو دل کی دولت مندی ہی ہے۔ آپ کے دروازے سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ کئی دن کے فاقہ کے بعد اگر کچھ قوت لایموت حاصل ہوئی بھی تو سائل کی صدا سن کر کھانا اس کی نذر کردیا۔ اسی قسم کے ایک واقعہ کا اشارہ درج ذیل آیت میں ملتا ہے۔ جو اس کا شان نزول ہے اور جس کو حضرت علیؓ کی مدح وستائش کے سلسلہ میں خدائی مژدہ کہا جاسکتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے: "ویطعمون الطعام علی حبه مسکیناً ویتیماً وأسیراً ۔ الدھر" اور اس کی محبت میں وہ مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

شجاعت وبسالت اور بہادری ودلیری حضرت علیؓ کا ممتاز وصف تھا۔ آپ نے تمام اہم غزوات میں شریک ہوکر بہادری کے جوہر دکھائے اور خیبر کی فتح تو آپؓ کے جنگی کارناموں میں خصوصی امتیاز کی حامل ہے۔ جس میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسول خدا کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگلے دن یہ جھنڈا حضرت علیؓ کو عطاء فرمایا۔ جنہوں نے مرحب نامی پہلوان وشہسوار کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خیبر کا ناقابل تسخیر قلعہ فتح کیا۔ حضرت عمرؓ جیسی ہستی اس کی آرزو اور دعا کرتی رہی کہ خدا کرے کہ کرۂ فال میرے نام نکل پڑے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ صائب الرائے بھی تھے اور آپؓ کی اصابت رائے پر عہد نبوت ہی سے اعتماد کیا جاتا تھا۔ "واقعہ افک" میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر کے رازداروں میں جن لوگوں سے مشورہ طلب کیا ان میں ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں بھی وہ ان کے مشیر رہے۔ حضرت عمرؓ کو ان کی رائے پر اتنا اعتماد تھا کہ جب کوئی مشکل معاملہ پیش آتا تو حضرت علیؓ سے مشورہ کرتے تھے۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ: "لولا علی لھلك عمر" یعنی اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہوجاتا۔

حضرت وحشیؓ بن حرب کا قبول اسلام

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ بہت عجیب ہے۔ جسے علامہ محمود نسفیؒ نے تفسیر خازن میں تحریر فرمایا ہے: ''حضرت وحشی بن حربؓ کو اللہ پاک نے رحمت دو عالم ﷺ کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ اے محبوب آپ وحشی کو اسلام پیش کیجئے۔ سرور عالم ﷺ نے وحشی کو پیغام بھیجا کہ اللہ پاک تمہیں یاد فرما رہے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے خدا نے تو قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو شرک قاتل اور زانی ہوگا: ''ومن یفعل ذالک یلق اثاما ۰ یضاعف له العذاب یوم القیامة (الفرقان: ۶۸،۶۹) '' جبکہ میں یہ سب کر چکا ہوں: ''انا فعلت ذالک کله '' میں نے قتل بھی کیا، شرک بھی کیا اور کوئی گناہ نہیں چھوڑا تو اللہ پاک نے دوسری آیت نازل فرمائی: ''الا من تاب و آمن و عمل عملاً صالحاً (الفرقان: ۷۰) '' وحشی سے فرما دیجئے! اگر وہ توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر کوئی عذاب نہیں ہوگا۔'' اس پر وحشی نے دوسرا پیغام بھیجا کہ ایمان لانے کے لئے تیار ہوں اور توبہ کرنے کے بھی تیار ہوں لیکن ساری زندگی نیک اعمال کرنا یہ شرط بہت سخت ہے۔ شاید میں اس شرط پر قائم نہ رہ سکوں۔ یعنی میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ پاک نے تیسری آیت نازل فرمائی: ''ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر مادون ذالک لمن یشاء '' اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے لیکن شرک کے علاوہ جو چاہیں گے معاف فرما دیں گے (یعنی عمل صالح کرے نہ کرے)

اس پر وحشیؓ نے پیغام بھیجا کہ ''انی فی ریب '' ابھی میں شک میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کو ''مقید بالمشیت '' فرمایا ہے۔ یعنی ''مادون لمن یشاء '' میں مشیت کی جو قید ہے۔ اس میں مجھے شک ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میرے بارے میں ہوگی یا نہیں۔ اس میں کوئی ضمانت اور گارنٹی نہیں ہے۔ اب چوتھی آیت نازل ہوئی: ''قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا '' فرما دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اللہ پاک کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ بے شک اللہ پاک تمام گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ یہ سن کر حضرت وحشیؓ نے جواب میں کہا: ''نعم هذا '' کیا ہی اچھی آیت ہے: ''فجاء و اسلم '' فوراً آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس آیت کے نزول پر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ''هذا له خاصة ام للمسلمین عامة '' کیا یہ وحشی کے لئے خاص ہے یا سب مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بل للمسلمین عامة '' تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اس آیت کے بدلے میں مجھے ساری کائنات بھی مل جائے تو یہ آیت مجھے عزیز ہے: ''ما احب ان لی الدنیا بهذه الایة ''

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۶، معالم التنزیل للبغوی ج ۴ ص ۸۳، خازن ۶۹)

صحابہ کی تعریف ...... حضرات صحابہ کرامؓ

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است　　افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہردم ہزار بوسہ زنم دست خویش را　　کہ دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

جس شخص نے بحالت اسلام حیات دنیویہ میں رسول اللہ ﷺ کو وفات سے پیشتر بیداری میں دیکھا یا رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا (جیسے عبداللہ ابن ام مکتوم) اور پھر وہ شخص اسلام ہی پر مرا۔ ایسے شخص کو اصطلاح میں صحابی کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ صحابی ہونے کے لئے ایک لمحہ کی رویت اور ایک لحظہ کی ملاقات کافی ہے۔ طویل صحبت اور آپ کے ساتھ کسی غزوہ میں شرکت ضروری نہیں۔

علی بن المدینی اور احمد بن حنبل اور امام بخاری اور جمہور فقہاء محدثین کا یہی مسلک ہے اور یہی قوی اور راجح ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ جب لوگ جہاد کے لئے جائیں گے تو یہ دریافت کریں گے کیا تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو اور اگر رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہو تو کم از کم اس شخص کو دیکھا ہو جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے تاکہ اس کی برکت سے تم کو فتح ونصرت نصیب ہو: ''واستنشق الارواح من نحوار ضکم • لعلی اراکم اوری من یراکم'' اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صحابی ہونے کے لئے فقط ایک مرتبہ کی رویت بھی کافی ہے۔

چنانچہ بعض سلف صالحین کے سامنے جب حضرت معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیز کا ذکر آیا تو یہ فرمایا کہ حضرت معاویہؓ کی بارگاہ رسالت میں ایک لمحہ کی حاضری اور صحبت اور ایک لحظہ کی معیت اور مجالست، عمر بن عبدالعزیز اور اس کے تمام اہل بیت سے کہیں افضل اور بہتر ہے۔ (فتح المغیث)

تفریعات

۱...... صحابی کی اس تعریف کی بناء پر وہ لوگ صحابی نہیں کہلائیں گے جنہوں نے آپ کو بحالت کفر دیکھا اور وفات کے بعد مشرف باسلام ہوئے۔

۲...... یا آپ کی حیات اور زندگی میں غائبانہ اسلام لائے۔ مگر وفات کے بعد دفن ہونے سے پیشتر آپ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ جیسے ابوذویب خویلد بن خالد الہذلی تو وہ صحابی نہیں کہلائیں گے۔

۳...... یا جن لوگوں نے آپ کو بحالت اسلام دیکھا اور پھر مرتد ہوگئے اور کفر ہی پر مرے وہ لوگ بھی صحابی نہیں کہلائیں گے۔ جیسے ابن خطل (عبداللہ بن ابی سرح) اور ربیعہ بن امیہ اور عبیداللہ بن جحش۔ مگر جو لوگ مرتد ہونے کے بعد پھر اسلام کی طرف عود کر آئے اور دوبارہ آپ کی زیارت سے بحالت اسلام مشرف ہوئے۔ وہ بالاتفاق صحابی ہیں۔ لیکن جو لوگ آپ کی وفات کے بعد مرتد ہوئے اور پھر تائب ہوکر اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ جیسے قرہ بن میسرہ

اور اشعث بن قیس ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور محدثین کے نزدیک یہ لوگ صحابی ہیں امام اعظم ابو حنیفہ النعمانؒ کے نزدیک یہ لوگ صحابی نہیں۔ اس لئے کہ مرتد ہونے سے تمام اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ کما قال تعالیٰ! ''ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله'' ﴿اور جو کوئی کفر کرے ساتھ ایمان کے پس تحقیق کھوئے گئے عمل اس کے۔﴾ لہٰذا ان کا صحابی ہونا بھی حبط ہو جائے گا اور امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ جیسا کہ امام موصوف نے کتاب الام میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

۴...... نیز صحابی ہونے کے لئے بصری اور جسمانی رویت شرط ہے۔ روحانی رویت کافی نہیں۔ لہٰذا جن حضرات انبیاء نے آنحضرت ﷺ کو شب معراج میں دیکھا وہ صحابی نہیں کہلائیں گے۔ اس لئے کہ یہ رویت روحانی تھی۔ ہاں صرف حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کی رویت جسمانی تھی اس لئے کہ وہ بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ لہٰذا حضرت مسیح بن مریم کو صحابی کہہ سکتے ہیں۔ س لئے کہ حافظ ذہبی نے تجرید الصحابہ میں اور حافظ عسقلانی نے اصابہ میں حضرت مسیح بن مریم کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور علی ہذا اگر ادریس علیہ السلام کا بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا قول اختیار کیا جائے تو وہ بھی صحابی ہیں۔ اس لئے کہ اس قول کی بناء پر ادریس علیہ السلام نے بھی حضرت مسیح بن مریم کی طرح لیلۃ المعراج میں آپ کو اسی جسد عنصری کے ساتھ اپنی وفات سے پہلے دیکھا ہے اور علی ہذا اگر حضرت خضر اور حضرت الیاس کی ملاقات آپ سے ثابت ہو جائے۔ (جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے) تو یہ دونوں حضرات بھی صحابہ میں شمار ہو سکتے ہیں۔ اسی بناء پر حافظ عسقلانی نے اصابہ میں حضرت خضر اور حضرت الیاس کا مفصل ترجمہ لکھا ہے۔

۵...... اور علی ہذا جن اولیاء اللہ اور عارفین کا کشفی اور روحانی طور پر آپ کو دیکھنا اور آپ سے ملاقات کرنا ثابت ہوا ہے وہ حضرات بھی صحابی نہیں کہلائیں گے۔ اس لئے کہ صحابی ہونے کے لئے جسمانی اور حسی رویت شرط ہے۔ کشفی اور روحانی رویت صحابی ہونے کے لئے کافی نہیں۔

۶...... علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ صحابی ہونے کے لئے اسی حیات دنیویہ میں دیکھنا شرط ہے جو حیات بطور خرق عادت حاصل ہو جائے۔ اس میں دیکھنا صحابی ہونے کے لئے کافی نہیں۔ جیسا کہ آپ کے والدین کا بطور خرق عادت دوبارہ زندہ ہو کر آپ پر ایمان لانا۔ (کذا فی الاجوبۃ العراقیہ ص ۱۳۳)

ف...... حضور پرنور کے والدین کے دوبارہ زندہ ہو کر ایمان لانے کی بابت مستقل رسالہ لکھا ہے۔ اہل علم اس کی مراجعت کریں۔

۷...... صحابی ہونے کے لئے عقل اور بلوغ کی حالت میں دیکھنا شرط نہیں۔ جیسے امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ اور وہ بچے جو آپ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے اور تحنیک وتبریک کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر کئے گئے وہ سب صحابی ہیں۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا یہ طریق تھا کہ جو بچہ پیدا ہوتا اس کو آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے تاکہ آپ چھوارا چبا کر بچہ کے منہ میں ڈالیں اور اس کے لئے دعا فرمائیں اور نام تجویز فرمائیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ بچے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر کئے

جاتے تھے۔ مستدرک حاکم میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ کوئی مولود ایسا نہ تھا کہ تولد ہونے کے بعد آپ کے پاس نہ لایا جاتا ہو۔ بچے آپ کی خدمت میں لائے جاتے اور آپ ان کے لئے دعا فرماتے تھے۔ لہٰذا جو بچے عہد مبارک میں پیدا ہوئے ان کے متعلق غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کو دیکھا ہے۔ محض گمان غالب کی بناء پر ان کا شمار صحابہ میں کیا گیا ہے۔ اس لئے ان کا شمار صحابہ کے قسم ثانی میں کیا۔ لیکن محققین کے نزدیک ان کی حدیث مرسل ہے۔ (اصابہ ج۱ص۵) (مولانا عبدالحئی ظفر الامانی ص ۳۰۷ میں فرماتے ہیں کہ ان کی مرسل مقبول ہے۔)

۸...... نیز صحابی ہونے کے لئے انسان شرط نہیں۔ انسان ہو یا جن ہو جس کسی نے بھی بحالت ایمان نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے وہ صحابی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا جن اور انس سب ہی کی طرف مبعوث ہونا بیشمار آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے۔ پس جس طرح انسانوں کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا اسی طرح جنات کو بھی یہ شرف حاصل ہوا۔ اس لئے حافظ عسقلانی وغیرہ کو جن جنات کا کسی طرح سے صحابی ہونا معلوم ہوا ہے۔ ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ جیسے ارقم جنیؓ، ابن عباسؓ سے ”واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن“ کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو جنات آپ کا قرآن سننے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ وہ نو تھے جن کے یہ نام ہیں۔ (۱) سلیطؓ، (۲) شاصرؓ، (۳) خاصرؓ، (۴) جساؓ، (۵) مساؓ، (۶) نخشمؓ، (۷) ارقمؓ، (۸) ادرسؓ، (۹) حاضرؓ۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اسی طرح میں نے حافظ مغلطائی کے خود ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر سے نقل کیا ہے۔ (اصابہ ج۱ص۲۹)

ترجمہ الارقم الجنیؓ غرض یہ کہ جنات کا صحابی ہونا تو قطعی اور یقینی اور مسلم ہے۔ لیکن ملائکۃ اللہ یعنی فرشتوں کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ شیخ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی بعثت عامہ ملائکہ کو بھی شامل ہے۔ اس لئے فرشتے امتی ہونے کی وجہ سے صحابیت کے شرف سے مشرف ہو سکتے ہیں۔ جمہور علماء اسلام کا مسلک یہ ہے کہ آپ کی بعثت اور دعوت میں فرشتے داخل نہیں۔ کیونکہ وہ نہ تکلیفات شرعیہ کے مکلف ہیں اور نہ احکام الٰہیہ کے مخاطب ہیں۔ اس لئے صحابی بھی نہیں ہو سکتے۔ صحابی کا لقب تو امتی کے لئے ہے جو آپ کی بعثت و دعوت کا مخاطب اور مکلف ہے۔

(کذا فی الاصابہ ج۱ص۷)

انبیاء اللہ کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ ان بندوں کو حق کی اطاعت کی طرف بلائیں۔ جن سے خدا کی معصیت اور نافرمانی کا اندیشہ ہے۔ جیسے جن اور انس اور جو بندے سراپا عصمت و اطاعت ہیں جن میں معصیت کا امکان بھی نہیں ان کو خدا کی طرف بلانے کے لئے انبیاء کو مبعوث کرنا خلاف حکمت ہے۔

۹...... جن علماء اہل کتاب نے بعثت سے پیشتر آپ میں نبوت و رسالت کی علامات دیکھ کر آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور اس کی شہادت دی کہ آپ عنقریب مبعوث ہوں گے اور آپ وہی نبی ہیں جن کی بشارتیں توریت اور انجیل میں مذکور ہیں اور پھر آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے ہی یہ لوگ انتقال کر گئے۔ جیسے بحیرا راہب اور زید بن عمرو بن نفیل، تو صحیح اور محقق یہی ہے کہ یہ لوگ صحابی ہیں۔

۱۰...... صحابی ہونے کے لئے آزاد یا عاقل یا بالغ یا مرد ہونا شرط نہیں۔ غلام اور آقا بالغ اور نابالغ مرد اور عورت سب صحابی ہو سکتے ہیں۔ ”فتلک عشرۃ کاملۃ“

نزول قرآن اور استقبال رمضان!

شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ!

(بمقام:...... علامہ خالد محمود اکیڈمی (مانچسٹر، برطانیہ)

تمہید

اس ملک میں آنے کی وجہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت تھی اور آنے کے بعد اس پروگرام کی اطلاع ملی۔ علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی میرے بزرگوں میں سے ہیں۔ میرے اساتذہ کے درجوں کے ہیں اور مرتضیٰ حسن میرے لئے بیٹوں کی طرح ہے۔ ان کی دعوت پر آپ حضرات کی مجلس میں آنے کا اتفاق ہوا اور اس مجلس کا اشتہار جو دیکھا تو اس میں عنوان دیا ہوا ہے قرآن کریم کے نزول کا اور رمضان شریف کی آمد اور اس کے استقبال کا۔ عنوان میں لفظوں کا تقدم وتاخر ہوسکتا ہے۔ مفہوم اس کا یہی ہے۔ اس مناسبت سے تین جگہ سے میں نے دو دو چار چار لفظ پڑھے ہیں۔ کیونکہ تینوں جگہوں میں ہی قرآن کریم کے نزول کا تذکرہ ہے۔ قرآن کریم کو اتارنے کا تذکرہ ہے۔

آیات کا مفہوم

پہلی آیت تو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن کریم رمضان شریف میں اتارا گیا "شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن" اور دوسری آیت یہ حم الدخان پچیسویں پارے کی سورۃ ہے۔ اس میں اللہ فرماتے ہیں "انا انزلناه فی ليلة مباركة" ہم نے اس کو ایک برکت والی رات میں اتارا اور اس برکت والی رات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی یہ صفت ذکر کی گئی "فيها يفرق كل امر حكيم امرا من عندنا" یہ برکت والی رات ایک ایسی رات ہے کہ جس میں اللہ کی طرف سے حکم صادر ہو کر حکمت والے کاموں کا فیصلہ کیا جاتا ہے "فيها يفرق كل امر حكيم" اور تیسری آیت جو آپ کے سامنے پڑھی وہ تیسویں پارے کی سورۃ القدر ہے جس میں ذکر آیا کہ ہم نے لیلۃ القدر میں قرآن کو اتارا اور لیلۃ القدر کی صفت ذکر کی گئی کہ وہ ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

ان تینوں آیتوں کی روشنی میں یہ بات تو متعین ہوگئی کہ قرآن کریم رمضان شریف میں اترا اور یہ بات بھی متعین ہوگئی کہ لیلۃ القدر جو ہے جس میں قرآن کریم اتارا گیا ہے۔ یہ بھی رمضان شریف میں ہے۔ روایات اس بات کے اوپر دلالت کرتی ہیں اور بہت کثرت کے ساتھ اس بارے میں روایات آئی ہوئی ہیں۔ تیسری بات جو ہے کہ ہم نے اس قرآن کو لیلۃ مبارکہ میں اتارا تو کیا اس لیلۃ المبارکہ سے لیلۃ القدر ہی مراد ہے یا لیلۃ مبارکہ سے کوئی دوسری رات مراد ہے؟ یہ بحث تفاسیر میں ذکر کی گئی ہے۔ بحث کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ لیلۃ القدر کا تذکرہ کرتے ہوئے اس میں امور کے طے کرنے کا ذکر نہیں کیا اور لیلۃ مبارکہ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم کے اتارنے کے تذکرے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ کی جانب سے بڑے بڑے امور کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اب یہ رات جس میں اللہ کی جانب سے بڑے بڑے امور کا فیصلہ ہوتا ہے جس کی تفصیل کی طرف بعض روایات میں اشارہ ہے کہ

آنے والے واقعات سال کے دوران میں کہ:.......کون مرے گا؟ ......کون پیدا ہوگا؟ ......کون آئے گا؟......کون جائے گا؟......اس قسم کے واقعات جتنے ہیں ان کا فیصلہ اس رات میں ہوتا ہے۔

فرشتوں کا نظام اللہ کی حکمت کے تحت ہے احتیاج کی وجہ سے نہیں

اس رات میں فیصلے ہونے کا مطلب یہ ہے جو اہل علم نے نقل کیا کہ اللہ تعالی نے اپنی حکمت کے تحت اپنی کائنات اور مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد عرش پر مستوی ہو کر تدبیر امور کے لئے نظم اس قسم کا بنایا ہے جس کے لئے آپ کے سمجھانے کے لئے کہا جا سکے کہ جس طرح ہم دنیا میں حکومت چلانے کے لئے ایک صورت بنایا کرتے ہیں۔ اللہ نے فرشتے پیدا اور ان فرشتوں کے ذمے بعض امور لگائے اب مثال کے طور پر موت دینا ایک کام ہے اور قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ موت دینا اللہ کے اختیار میں ہے" یحیی ویمیت " یہ اللہ کی صفت ہے۔ زندگی بھی وہی دیتا ہے۔ موت بھی وہی دیتا ہے۔ ہم اللہ کی صفتیں جب ذکر کرتے ہیں تو یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ موت وحیات اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن اس قرآن کریم میں یہ ذکر بھی ہے" یتوفاکم ملك الموت "موت کا فرشتہ تمہیں وفات دیتا ہے۔ موت کے فرشتے کا نام آپ جانتے ہیں عزرائیل علیہ السلام تو جس کا مطلب یہ ہوا کہ موت دیتا تو اللہ ہے لیکن اس نے اپنی حکمت کے ساتھ موت طاری کرنے کے لئے عزرائیل علیہ السلام کو متعین کیا ہوا ہے۔ اپنی حکمت کے تحت کسی ضرورت کے تحت نہیں اور یہ بھی معروف ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالی نے بارش اور ہواؤں پر فرشتے متعین کئے ہوئے ہیں اور جیسے شعبہ اموات کا سربراہ عزرائیل علیہ السلام ہے ایسے بارشوں اور ہواؤں کے شعبے کا سربراہ اللہ نے میکائیل علیہ السلام کو بنا دیا اور فنا اس دنیا کو اللہ نے کرنا ہے۔ کسی دوسرے کا کام نہیں ہے لیکن اللہ تعالی نے اپنی حکمت کے تحت اسرافیل علیہ السلام کو متعین کیا ہوا ہے صور دے کر کہ جب وہ پھونک ماریں گے تو تباہی آ جائے گی اور جب دوبارہ پھونک ماریں گے تو دنیا پھر آباد ہو جائے گی۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ ہر شخص ان باتوں کو جانتا اور سمجھتا ہے ملائکہ اربعہ کا تذکرہ عام طور پر ہوتا رہتا ہے اور پھر اس لفظ کو بار بار دوہراتا ہوں کہ یہ سارے کا سارا سلسلہ اللہ تعالی کی حکمت کے تحت ہے۔ کسی احتیاج اور ضرورت کی بناء پر نہیں۔

شب براۃ کی وجہ تسمیہ

ہم اپنے اکابر کی کتابوں میں پڑھتے آئے ہیں کہ یہ جو پندرہ شعبان کی رات آ رہی ہے جو نصف شعبان کی رات ہے جس کے لئے عام طور پر لوگ لفظ بولتے ہیں" شب برأت" یہ رات شعبان میں آتی ہے۔ اصل میں شب برأت جو ہے یہ فارسی کا لفظ ہے اور عربی میں لیلۃ البرأۃ کہتے ہیں تو لیلۃ کا ترجمہ شب کے ساتھ کر دیا کہ برأت کی رات، تو لیلۃ البرأۃ کا مطلب یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالی بہت سارے لوگ جو جہنمی ہونے والے ہوتے ہیں اللہ تعالی ان کی جہنم سے براۃ کرتا ہے اور بخشش عام کرتا ہے۔ کثیر تعداد میں لوگوں کو اس رات میں بخشا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو لیلۃ البرأۃ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ رات جو نصف شعبان کی ہے اس بارے میں حدیث شریف میں تین چار روایتیں تو مشکوۃ شریف میں مذکور ہیں جس میں یہ بات ذکر کی گئی کہ اللہ تعالی نے اس رات میں ایک فضیلت رکھی ہے اور اس فضیلت میں یہ بات مذکور ہے۔

رمضان اور غیر رمضان کی راتوں میں فرق

ایک بات تو یہ ہے کہ رمضان شریف کی راتوں میں اور باقی راتوں میں ایک فرق ہے۔ باقی راتیں جتنی ہیں ان میں یہ آتا ہے کہ نصف شب کے بعد، آدھی رات کے بعد اور بعض روایات میں ہے کہ رات کے آخری تیسری حصے میں جب کہ رات کا تیسرا حصہ باقی ہو اللہ تعالیٰ اپنی خاص شان کے ساتھ جیسے اس کی شان کے لائق ہے لفظ حدیث شریف میں یہی آتے ہیں کہ آسمان اول پر اللہ کا نزول ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں الفاظ یہی ہیں اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق کہیں گے کہ جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ ہم اس کی کوئی صورت نہیں پیش کر سکتے۔ نہ تشبیہ دے سکتے ہیں۔ اللہ کی خاص توجہ مخلوق کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور آسمان اول پر اللہ تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے۔ ان لفظوں کے ساتھ حدیث شریف میں اس کا ذکر آیا ہوا ہے اور متوجہ ہو کر بندے کو پکارتے ہیں۔ کہتے ہیں ''هل من مستغفر فاغفرله '' کوئی معافی مانگنے والا ہے کہ میں اس کو معاف کر دوں'' هل من مسترزق فارزقه '' کوئی رزق طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دے دوں۔ کیا کوئی عافیت کو طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو عافیت دے دوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے باقاعدہ اعلان ہوتے ہیں نصف شب کے بعد۔

''هل كذا، هل كذا '' کے الفاظ روایت میں آتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا ہے کہ میں اس کو ایسا کر دوں۔ کیا کوئی ایسا ہے کہ میں اس کو ایسا کر دوں۔ یہ اللہ کی طرف سے اعلان ہوتے ہیں ہر شب میں نصف شب کے بعد اور رمضان المبارک میں سورج کے غروب ہوتے ہی یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تو رمضان المبارک کی ساری راتوں کو ہی یہ فضیلت حاصل ہے اور عام راتوں میں نصف شب کے بعد اللہ کی طرف سے خصوصی توجہ مخلوق کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس لئے کسی کہنے والے نے ٹھیک کہا:

اے خواجہ ! چہ می پرسی از شب قدر نشانی
ہر شب شب قدر گر قدر دانی

تم شب قدر کی، لیلۃ القدر کی کیا نشانیاں پوچھتے ہو؟ اگر قدر کرو تو ہر رات لیلۃ القدر ہے۔ بایں معنی کہ لیلۃ القدر کی طرح ہی اللہ تعالیٰ ہر شب میں نصف شب کے بعد بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے بندوں کو خطاب کر کے کہتا ہے مجھ سے معافی مانگو میں معاف کرتا ہوں۔ تم مجھ سے رزق طلب کرو میں رزق دیتا ہوں۔ تو یہ شان لیلۃ القدر کی ہے اور رمضان کی ہر رات کی ہے کہ پوری رات اللہ کی رحمت متوجہ رہتی ہے تو یہ ہر رات میں نصف شب کے بعد ہوتی ہے۔ اس لئے کہا اگر تم قدر کرو تو ہر رات ہی شب قدر ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فائدہ اٹھاؤ جب کہ اللہ تعالیٰ پوری رحمت سے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

شب برأت کی فضیلت

جیسے رمضان کی ہر رات غروب شمس کے ساتھ یہ فضیلت پالیتی ہے تو یہ نصف شعبان والی جو رات ہے اس میں بھی غروب شمس کے ساتھ یہ فضیلت آ جاتی ہے۔ پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ اسی طرح بندوں کی طرف متوجہ

ہوتے ہیں اور بہت کثرت کے ساتھ لوگوں کی بخشش فرماتے ہیں۔ یہ نصف شعبان کی رات کی فضیلت روایات کے اندر آئی ہوئی ہے۔

لیلۃ القدر کی وجہ سے شب برأت کی فضیلت کا انکار

اب فرق امور امور کا فیصلہ اس کی نسبت روایات میں نصف شعبان کی شب کی طرف ہے اور قرآن کریم میں ذکر ہے کہ لیلہ مبارکہ میں امور طے ہوتے ہیں اور روایات یہ بتاتی ہیں کہ امور طے ہوتے ہیں نصف شعبان میں تو یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۂ مبارکہ کا مصداق نصف شعبان کی رات ہے لیکن قرآن کریم کے نزول کا تذکرہ بھی ہوا اور ادھر صراحت ہے قرآن کے نزول کی لیلۃ القدر میں اور لیلۃ القدر کے ساتھ صراحت ہے رمضان میں اس لئے تھوڑی سی الجھن پیدا ہوتی ہے اس کو سمجھنے میں۔ بعض لوگوں نے تو یہ انداز اختیار کیا کہ جب قرآن کے نزول کی صراحت ہے کہ یہ رمضان میں نازل ہوا تو شعبان کی رات مراد ہو ہی نہیں سکتی اور جو اس بارے میں روایات آئی ہوئی ہیں وہ ان کو بلا سوچے سمجھے رد کر دیتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کی صراحت کے خلاف ہیں۔ اس لئے ان روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ ایک مستقل فتنہ ہے کہ اپنے فہم کے ساتھ روایات کو قرآن کریم کے ساتھ ٹکرا کر روایات کا انکار کر دیا جائے۔ وہ کہتے ہیں جب قرآن کریم کے انزال کا تعلق شہر رمضان کے ساتھ ہے تو لیلۂ مبارکہ شہر رمضان میں ہی ہوگی تو رمضان سے باہر کسی کو لیلۂ مبارکہ قرار دینا جب کہ اس میں قرآن کریم کے انزال کا تذکرہ آیا ہوا ہے۔ یہ درست نہیں۔ لہٰذا جن روایات میں یہ ذکر آیا ہے تو وہ قرآن کریم کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتیں تو جیسے ان لوگوں کا طریقہ ہے کہ یہ راوی کمزور ہے۔ وہ راوی کمزور ہے۔ اس کی سند یوں ہے۔ وہ اس طرح سے روایات کو چھوڑ دیتے ہیں۔

شب براۃ کا نزولِ قرآن سے جوڑ

لیکن حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اگر دونوں باتوں کو جمع کیا جا سکتا ہے تو ہم دونوں کو جمع کیوں نہ کریں؟ روایات بھی اپنی جگہ موجود اور سرور کائنات ﷺ نے اس رات میں قیام کا حکم فرمایا کہ نوافل پڑھو، اللہ کی عبادت کرو اور دن کے متعلق فرمایا کہ روزہ رکھو۔ یہ مستحب ہے، فرض نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی رکھے گا تو ثواب ملے گا اگر نہیں رکھے گا تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ روایات اس بارے میں موجود اور امت میں اکابر کا معمول نصف شعبان کی رات کو عبادت کرنا اور پندرہویں دن کا روزہ رکھنا۔ یہ اکابر میں معمول ہے۔ ہمارے سب اکابر کی کتابوں کے اندر اس کا تذکرہ آیا ہوا ہے اور وہ اس کو مستحب قرار دیتے ہیں اور سرور کائنات ﷺ کا اس دنیا سے جانے والوں کے لئے استغفار کرنا اس کا ذکر خود حدیث کے اندر آیا ہوا ہے تو جب اتنی باتیں ہیں اور پھر ساتھ ساتھ روایات میں یہ بھی ہے کہ اس میں امور طے کئے جاتے ہیں۔ اب ان دونوں باتوں کو اکٹھا کر لیا جائے کہ اللہ کی حکمت کے تحت ابتداء ہوتی ہے فرق امور کی پندرہ شعبان سے اور اس کی انتہاء ہوتی ہے لیلۃ القدر پر گویا کہ یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پندرہ شعبان سے اور اس کی انتہاء ہوتی ہے لیلۃ القدر پر تو اگر ابتداء یہاں سے مراد لے لی جائے اور انتہاء وہاں مراد لے لی جائے۔ اللہ کی حکمت کے تحت، پندرہ شعبان سے لے کر لیلۃ القدر تک کا جو وقت ہے یہ

وقت ہے امور طے ہونے کا اور کارکنان قضاء وقدر کے سپرد ہونے کا اگر ان دونوں باتوں کو یوں اکٹھا کر لیا جائے کہ انزال کا حکم اور اس کی تنفیذ اور فرق امور اور ان کا طے ہونا دونوں باتیں اپنی جگہ ٹھیک ہو جائیں گی کہ انزال قرآن رمضان شریف میں ہی ہے۔ یہ اس کی انتہاء مراد ہے اور لیلۃ مبارکہ سے افتتاح مراد ہے اور فرق امور کی ابتداء لیلۃ مبارکہ سے ہے اور اس کی انتہاء لیلۃ القدر پر ہے۔ اگر اس طرح سے ان دونوں کو جوڑ لیا جائے تو اس میں کوئی کسی قسم کی قباحت نہیں۔ اس سے نہ تو روایات کا انکار لازم آتا ہے اور نہ اس سے اور کسی قسم کا انتشار برپا ہوتا ہے اور اکابر کے عمل کی بھی ایک بنیاد مہیا ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ صورت اختیار کر لینا زیادہ بہتر ہے۔ دونوں کو اس طرح سے جمع کر لیا جائے گویا کہ یہ نصف شعبان سے لے کر لیلۃ القدر تک کا جو وقت ہے یہ تدبیری امور جو اللہ کے علم میں ہیں یا لوح محفوظ میں محفوظ ہیں وہ ان ان شعبوں میں جو فرشتے اللہ نے حکمت کے طور پر متعین کئے ہوئے ہیں۔ وہ ان کے سپرد کر دیے جاتے ہیں۔، عزرائیل علیہ السلام کو فہرست دے دی جاتی ہے کہ:...... ان لوگوں کی تو نے جان نکالنی ہے...... فلاں وقت نکالنی ہے...... فلاں جگہ نکالنی ہے۔ میکائیل علیہ السلام کو فہرست دے دی جاتی ہے کہ بارش اور ہواؤں کا نظم اس طرح سے قائم کرنا ہے۔

فرشتے سب کچھ اللہ کے حکم سے کرتے ہیں

سب کچھ اللہ کے اختیار سے ہوتا ہے ایک ذرہ بھی اس کے اختیار کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا جو کچھ اللہ نے فرمایا ہے۔ اسی کے مطابق ہوگا ''لا یعصون اللہ ما امرھم '' اللہ ان کو جو حکم دیتا ہے۔ وہ اس میں نافرمانی نہیں کرتے'' ویفعلون مایؤمرون '' جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ وہ اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ حکم اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اس لئے فرشتے بااختیار نہیں اللہ نے اپنی جانب سے ان کو کارکن بنایا۔

علامہ سیوطیؒ کی کتاب ہے احوال قبور کے بارے میں۔ اس میں انہوں نے ایک واقعہ لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں عزرائیل علیہ السلام فرشتہ آتا تھا تو بسا اوقات لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ عزرائیل علیہ السلام فرشتہ ہے اور لوگوں سے اس کی ملاقات ہو جاتی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار ہے وہاں حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور عزرائیل علیہ السلام ایک آدمی کو بہت گھور گھور کے دیکھ رہے ہیں اور جس کو وہ گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ وہ ڈر گیا۔ اس نے محسوس کر لیا کہ یہ عزرائیل علیہ السلام ہے اور مجھے بہت گھور گھور کر دیکھ رہا ہے تو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا اور جا کر کہنے لگا کہ یہ عزرائیل علیہ السلام مجھے بہت گھور گھور کے دیکھ رہا ہے۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے مجھے کسی دور علاقے میں بھیج دو۔ سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ کہاں بھیج دوں؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے ہند (ہندوستان) میں بھیج دو۔ آپ نے ہوا کو حکم دیا اس نے اٹھایا اور اٹھا کر ہندوستان میں پھینک دیا۔ جب ہندوستان میں پہنچا تو مر گیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دوسرے وقت میں حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تیرے متعلق وہ شخص کہہ رہا تھا کہ تو اسے بہت گھور گھور کے دیکھ رہا ہے وہ کیا بات تھی؟ تو عزرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے حکم تھا کہ اس کی جان ہندوستان میں نکالنی ہے اور وہ بیٹھا تھا یہاں۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور یہ ہندوستان میں جائے گا کیسے؟ اللہ کا حکم یہ ہے کہ

اس کی جان ہندوستان میں نکالنی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے آپ سے کہا آپ نے ہوا کے ذریعے سے اس کو وہاں پہنچا دیا۔ جہاں اس کو موت آنی تھی اور میں نے وقت پر اس کی جان نکال لی۔ یعنی ہوتا تو سب کچھ وہی ہے جو اللہ کی طرف سے طے ہے۔ فرشتوں نے اس کے مطابق چلنا ہے۔ فرشتوں کے اختیار میں نہیں ہے کہ آپ سارے بیٹھ کر منتیں کرنا شروع کر دیں کہ عزرائیل! ہمارے بچے کی جان نہ نکالنا ہم تجھے یہ دیں گے۔ عزرائیل ایسا نہ کرنا۔ کچھ نہیں عزرائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں، سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو اللہ نے پروگرام دے دیا اس نے اس کے مطابق چلنا ہے۔ ان شعبوں میں اللہ نے اپنی حکمت کے تحت ان کو متعین کیا ہے۔ جیسے اللہ کے علم میں ہے کہ جو کچھ ہم نے کیا یا جو کچھ ہم کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنی حکمت کے تحت فرشتوں کو متعین کیا ہوا ہے جو سب کچھ محفوظ کر رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کشف

مکاشفات بزرگوں کے جو ہوتے ہیں وہ شرعاً حجت نہیں ہیں لیکن اگر کسی شرعی مسئلے کی تائید کسی مکاشفے کے ساتھ ہو جائے تو اس کا تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اصل بات وہی ہے جو قرآن وحدیث کے اندر صحیح طور پر آ جائے اس کے خلاف کشف کا کوئی اعتبار نہیں اور کشف براہ راست کوئی کسی قسم کا حجت نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ بہت بڑے بنیادی بزرگ گزرے ہیں۔ ہندوستان میں دین کے تحفظ کا کام اللہ نے ان سے بہت لیا۔ ان کے مکاشفات میں یہ بات لکھی ہے کہ نصف شعبان کی رات گزری تو حضرت کی اہلیہ نے کہا کہ پتہ نہیں آج کس کے متعلق مرنے کا فیصلہ ہو گیا جس نے سال کے دوران میں مرنا ہے، پتہ نہیں کس کس کا پتہ کٹ گیا؟۔

یہ پتہ کٹنا محاورہ ہے ورنہ یہ نہیں کہ کوئی درخت کھڑا ہے اور وہاں سے کوئی پتہ کاٹا جاتا ہے۔ یہ محاورہ ہے اس کا پتہ کٹ گیا یعنی اس کا خاتمہ ہو گیا۔ کہنے لگی پتہ نہیں کس کس کا پتہ کٹ گیا اور کس کس نے مرنا ہے سال کے دوران میں؟ تو حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ تو تو یہ کہتی ہے تیرا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جس نے اپنا نام احیاء سے کٹتے ہوئے اور اموات میں لکھا جاتے ہوئے خود دیکھا، مطلب یہ کہ میں اپنے متعلق دیکھ رہا ہوں کہ میری موت کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ میرا زندوں سے نام کاٹ کر مردوں میں لکھا گیا۔ یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ چنانچہ شعبان گزرا، رمضان گزرا، شوال، ذیقعدہ، ذی الحج، محرم اور صفر میں حضرت کا انتقال ہو گیا۔ اگلے شعبان سے پہلے ہی۔ یہ مکاشفہ ہے۔ یہ حجت نہیں ہے۔ لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مرنے والوں کے فیصلے ہوتے ہیں اور ہم کسی بزرگ کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کو کشف ہوا تھا کہ اس نے سال کے دوران میں مر جانا ہے اور وہ واقعۃً ایسا ہی ہوا تو اس کے تذکرے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگرچہ کشف کے ساتھ کوئی بھی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ:...... اکابر کے اقوال میں ...... اکابر کے احوال میں ...... اکابر کے اعمال میں۔ نصف شعبان کی شب کی بھی کوئی اہمیت ہے۔ اس رات کو عبادت بھی کرنی چاہیے اور پندرہ شعبان کو روزہ رکھنا یہ بھی مستحب ہے اور قرآن کریم کی دونوں آیات کے متعلق حضرت تھانویؒ کے حوالہ سے میں نے اشارہ کر دیا کہ ان دونوں آیات میں تطبیق بھی دی جا سکتی ہے۔

شعبان میں ہی رمضان کی تیاری شروع کردو

شعبان کے مہینہ کی یہ خصوصیت ہے حضور ﷺ نے فرمایا شعبان کا خیال کرو رمضان کے لئے کہ شعبان میں ہی رمضان کی تیاری شروع کردو۔ تیاری کا سب سے پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ اس کی تاریخ کو ضبط کر کے رکھو۔ اس کی تاریخ خلط ملط نہ ہو۔ کیونکہ اگر شعبان کی تاریخ خلط ملط ہوگئی تو رمضان میں شک وشبہ پیدا ہو جائے گا کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں ہوا؟ اور پھر آج ہی سے ہم یہ سوچیں کہ رمضان شریف آرہا ہے ہمیں اپنی عادات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرنی چاہیے:...... چائے کی عادت ہے، اس پر کنٹرول کرو...... سگریٹ کی عادت ہے، اس پر کنٹرول کرو...... سونے جاگنے کے اوقات ضبط کرنے کی کوشش کرو...... یعنی آج سے ہی سوچنا شروع کردو کہ رمضان شریف کو ہم نے کس طرح سے گزارنا ہے اور چونکہ یہ نزول قرآن کا زمانہ ہے۔ پندرہ شعبان سے لے کر لیلۃ القدر تک تو اس لئے قرآن کریم کے ساتھ اپنا ربط بڑھاؤ۔ تاکہ قرآن کریم سننے کے بارے میں اور قرآن کریم کی تلاوت کے بارے میں انسان کے اندر ہمت پیدا ہو اور اس کے لئے اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کیا جائے۔ اسی وقت سے ہی اس کا اہتمام شروع ہو جانا چاہیے تو ان شاء اللہ رمضان شریف کی برکات حاصل کرنے کے لئے آسانی پیدا ہو جائے گی۔

شب براۃ میں کرنے والے کام

شعبان کی پندرہ آرہی ہے اس میں اگر اللہ توفیق دے تو اس میں رات کو عبادت کریں انفرادی طور پر، اجتماعی طور پر نہیں، تو افل انفرادی طور پر ادا کریں اور اسی طرح سے اس رات میں قبرستان میں جانا حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ رات کو قبرستان میں تشریف لے گئے تھے تو اس میں اجتماعیت نہ ہو، لشکر نہ بنایئے، انفرادی طور پر اگر کوئی اپنے اکابر کی قبور پر چلا جائے، والدین کی قبر پر چلا جائے، والدین کی قبر پر جانے کی تو ویسے بھی ترغیب ہے کہ اگر ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ جاؤ اور اس رات میں اگر کوئی چلا جائے اپنے اعزہ کی قبور پر تو اس کا ثبوت بھی ہے لیکن اس کی نہ تشہیر کی ضرورت ہے اور نہ کسی قسم کے اجتماع کی ضرورت ہے۔ یہ ایک انفرادی عمل ہے اور نوافل وغیرہ پڑھنے ہیں تو گھر میں پڑھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کریں نہ ہو تو سو جائیں اور باقی جس طرح جاہلوں کی بنائی ہوئی رسمیں ہیں حلوہ وغیرہ وہ سب کی سب خود ساختہ ہیں۔ ان کا شریعت کے ساتھ کوئی کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ ان عبادات کا اہتمام بھی کیجئے اور اس رات میں اللہ سے توفیق مانگئے کہ رمضان شریف اچھی طرح سے اللہ تعالیٰ ہمیں گزارنے کی توفیق دے اور آج سے ہی اس نزول قرآن کے تصور سے اپنے آپ کو تیار کرنا شروع کردو کہ ہم نے تراویح پڑھنی ہیں اور اس کے لئے یہ اوقات ہوں گے۔ ان اوقات میں اپنے آپ کو فارغ رکھیں۔

دن میں روزہ رکھنا ہے تو اپنی فلاں فلاں عادت کو کنٹرول کرنا ہے اور تلاوت کے لئے وقت لازماً نکالنا ہے۔ ان چیزوں کے لئے ابھی سے سوچنا شروع کردیں گے تو ان شاء اللہ العزیز رمضان المبارک کے اعمال بھی آسان ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وقت کی قدر کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

فضائل ماہ رمضان المبارک

مولانا محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ

اسلام کا ایک اہم رکن رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہے۔ روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے کہ: ''یاایھاالذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۰ ایاما معدودات ۰ '' ﴿اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ یہ روزے چند دن کے ہیں۔﴾

روزہ کی حکمت

لعلکم تتقون ! میں روزہ کی حکمت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ تقویٰ صغیرہ وکبیرہ اور باطنی گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔ آیت کریمہ نے بتایا کہ روزہ کی فرضیت تقویٰ حاصل کرنے کے لئے ہے۔ بات یہ ہے کہ انسان کے اندر حیوانیت کے جذبات ہیں۔ نفسانی خواہشات ساتھ لگی ہوئی ہیں جن سے نفس کا ابھار معاصی کی طرف ہوتا رہتا ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے یہ جذبات کمزور ہوتے ہیں اور نفس کا ابھار کم ہو جاتا ہے اور شہوات ولذات کا جوش گھٹ جاتا ہے۔ پورے رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔ ایک مہینہ کھانے پینے اور جنسی تعلقات کے مقتضیٰ پر عمل کرنے سے اگر باز رہے تو باطن کے اندر ایک نکھار اور نفس کے اندر سدھار پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے روزے ان احکام وآداب کی روشنی میں رکھ لے جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں تو واقعتاً نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔ پھر نفس میں ابھار ہوتا ہے تو آئندہ رمضان المبارک آموجود ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی مشروع کئے گئے ہیں۔ ان روزوں کا مستقل ثواب ہے جو احادیث میں مذکور ہے اور ثواب کے علاوہ نفلی روزوں کا یہ فائدہ بھی ہے کہ رمضان کے روزے رکھتے وقت جو عملی کوتاہیاں ہوئیں اور ادب کی رعایت ملحوظ نہ رہی تو اس کوتاہی کی تلافی ہو جاتی ہے۔ جو گناہ انسان سے سرزد ہو جاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ دو چیزیں گناہ کا باعث بنتی ہیں۔ ایک زبان اور دوسری شرم گاہ۔

چنانچہ حضرت امام ترمذیؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ کون سی چیز دوزخ میں داخل کرانے کا ذریعہ بنے گی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ منہ اور شرم گاہ۔ ان دونوں کو دوزخ میں داخل کرانے میں زیادہ دخل ہے۔ روزہ میں منہ اور شرم گاہ دونوں پر پابندی ہوتی ہے اور مذکورہ دونوں راہوں سے جو گناہ ہو سکتے ہیں روزہ ان سے باز رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اسی لئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''الصیام جنۃ ۰ '' یعنی روزہ ڈھال ہے گناہ سے اور آتش دوزخ سے بچاتا ہے۔ (رواہ البخاری)

اگر روزہ کو پورے اہتمام اور احکام وآداب کی مکمل رعایت کے ساتھ پورا کیا جائے تو بلاشبہ انسان کا

گناہوں سے محفوظ رہنا آسان ہوجاتا ہے۔ خاص روزہ کے وقت بھی اور اس کے بعد بھی۔ ہاں اگر کسی نے روزہ کے ادب کا خیال نہ کیا اور گناہوں میں مشغول رہتے ہوئے روزے رکھے' کھانے پینے اور خواہش نفسانی سے تو باز رہا مگر حرام کمانے اور غیبت کرنے میں لگا رہا تو اس سے فرض تو ادا ہوجائے گا مگر روزہ کے برکات وثمرات سے محروم رہے گا۔ جیسا کہ سنن نسائی میں ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے: "الصوم جنة مالم يخرقها۔" ﴿یعنی روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔﴾ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: "من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في ان يدع طعامه وشرابه۔ رواه البخاری۔" ﴿جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات اور غلط کام نہ چھوڑے تو اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر) محض کھانا پینا چھوڑ دے۔﴾

معلوم ہوا کہ کھانا پینا اور جنسی تعلقات چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا۔ بلکہ روزہ کو فواحش' منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھنا لازم ہے۔ روزہ منہ میں ہو اور آدمی بدکلامی کرے۔ یہ اس کے لئے زیب نہیں دیتا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا فخر بنی آدم ﷺ نے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کے لئے (حرام کھانے یا حرام کام کرنے یا غیبت وغیرہ کرنے کی وجہ سے) پیاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور بہت سے تہجد گزار ایسے ہیں جن کے لئے (ریاکاری کی وجہ سے) جاگنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ (رواہ الدارمی)

فضیلت روزہ

ایک روزہ رکھ لینے سے خدائے پاک کی طرف سے کیا انعام ملتا ہے؟۔ اس کے بارے میں رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه عن النار سبعين خريفا۔" ﴿جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے اتنی دور کردیں گے جتنی دور کوئی شخص ستر سال تک چل کر پہنچے۔﴾ اس حدیث میں نفل یا فرض روزہ کی تخصیص نہیں کی گئی اور خاص رمضان کے روزے کے بارے میں رحمت دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ﴿شرعاً جسے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہ ہو اور عاجز کرنے والا مرض بھی لاحق نہ ہو۔ اس نے اگر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو عمر بھر روزے رکھنے سے بھی اس ایک روزہ کی تلافی نہ ہوگی۔ اگرچہ (بطور قضاء) عمر بھر روزے رکھ لے۔﴾

روزہ کا ایک خاص وصف

حضور اکرم ﷺ نے روزے کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: "كل عمل ابن آدم يضاعف له الحسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف قال الله تعالىٰ الا الصوم فانه لي و أنا أجزى به۔ يدع شهوتة وطعامه من أجلي۔ رواه البخاری ومسلم۔" ﴿انسان کے ہر عمل کا اجر (کم از کم) دس گنا بڑھا دیا جاتا ہے (لیکن) روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ بندہ میری وجہ سے اپنی خواہشوں کو اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔﴾

عبادتیں تو سب ہی اللہ کے لئے ہیں۔ پھر روزہ کو خاص اپنے لئے کیوں فرمایا؟۔اس کے بارے میں علمائے امت نے بتایا ہے کہ چونکہ دوسری عبادتیں ایسی ہیں جن میں عمل کیا جاتا ہے اور عمل نظروں کے سامنے آسکتا ہے۔اس لئے ان میں احتمال ریا کا رہتا ہے۔مگر روزہ فعل نہیں ہے۔ بلکہ ترک فعل ہے۔اس میں کوئی کام نظر کے سامنے نہیں آتا۔اس لئے وہ ریاء سے دور ہے۔روزہ وہی رکھے گا جسے خدائے پاک کا ڈر ہوگا اور روزہ رکھ کر روزہ کو وہی باقی رکھے گا جس کا صرف ثواب لینے کا ارادہ ہو۔اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر تنہائی میں کچھ کھا پی لے اور لوگوں کے سامنے آجائے تو بندے تو اسے روزہ دار ہی سمجھیں گے۔روزہ رکھ کر روزہ کو وہی پورا کرتا ہے جو خالص اللہ کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔اسی لئے''الصوم لی ''﴿روزہ خاص میرے لئے ہے﴾فرمایا پھر جس عمل میں ریا کا احتمال بھی نہ ہو اس کا ثواب بھی ممتاز ہونا چاہئے۔ چنانچہ خداوند کریم جل شانہ دوسری عبادتوں کا ثواب فرشتوں سے دلائیں گے اور روزہ کا ثواب خود مرحمت فرمائیں گے جو بے انتہا ہوگا۔اللہ جل شانہ نے روزوں کے لئے رمضان المبارک کا مہینہ مقرر فرمادیا اور ایک ساتھ ایک ماہ کے روزے رکھنا فرض قرار دے دیا۔اگر ایک ساتھ پورے ماہ کے روزے فرض نہ ہوتے۔ بلکہ پورے سال میں تھوڑے تھوڑے کر کے رکھوائے جاتے تو اس سے نفس کی قوت شہوانیہ نہ ٹوٹتی اور نہ تزکیہ نفس کا وہ فائدہ حاصل ہوتا جو ایک ماہ مسلسل روزہ رکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور چند روزے متفرق مرتبہ رکھ لینے سے خوشی کا وہ کیف بھی حاصل نہ ہوتا جو عید کے دن حاصل ہوتا ہے۔اگر بندوں کو اختیار دے دیا جاتا کہ سال بھر میں جس کا جب جی چاہے مقررہ تعداد میں روزہ رکھ لے تو اس میں یکجہتی بھی نہ ہوتی اور کبھی یہ رکھتا اور کبھی وہ رکھتا اور بہت سے لوگ مقررہ تعداد میں پورے نہ کر پاتے۔ کیونکہ اجتماعی صورت میں جو کام آسانی سے ہو جاتا ہے وہ انفرادی طور پر اس شان سے نہیں ہوتا۔ پھر اجتماع میں برکتیں بھی بہت ہوتی ہیں۔اگر سب کے لئے ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو مسجدوں میں افطار کا نہ وہ کیف ہوتا جس سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے اور نہ اجتماعی طور پر سب کی عید ہوتی۔جس کا کیف اور سرور سب کے سامنے ہے۔

رمضان المبارک صرف روزوں ہی کا مہینہ نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید کا مہینہ بھی ہے۔اس میں شب قدر بھی ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ پھر اخیر عشرہ میں اعتکاف بھی ہے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ بھی ہے اور سخاوت کا بھی اور آپس میں غم خواری کا بھی۔اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔طبیعتیں خود بخود نیکی کی طرف چلنے لگتی ہیں۔ شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر اور نفل کا ثواب فرض کے برابر ملتا ہے۔ یہ سب چیزیں احادیث شریفہ میں وارد ہوئی ہیں۔اس ماہ کی خیر و برکت مومن بندے ہی سمجھتے اور محسوس کرتے ہیں۔

مسائل رمضان المبارک

☆......روزہ رکھنا اسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔روزے کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں رہتا۔☆...... روزہ میں نیت فرض ہے۔ بلا قصد اور نیت دن بھر روزہ کی حالت میں رہنے سے روزہ ادا نہیں ہوتا۔☆......دل کے عزم اور ارادہ کا نام نیت ہے۔رات سونے سے قبل نیت کرے یا زوال شرعی دس بجے دن سے قبل کرے۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

۱...... ناک اور کان میں دوائی ڈالنے سے۔ ۲...... ارادے سے قے کرنا۔ ۳...... دوران وضو حلق میں پانی چلا جانا۔ ۴...... عورت کو چھونے سے انزال ہو جانا۔ ۵...... عموماً جو چیز کھائی نہیں جاتی جیسے تنکا یا پتھر کا ریزہ نگل جانا۔ ۶...... خوشبودار دھواں ارادتاً ناک یا حلق میں پہنچانا۔ ۷...... غروب آفتاب سے قبل غلطی سے روزہ افطار کر لینا۔ ۸...... غلطی سے صبح صادق کے بعد رات سمجھ کر سحری کھانا۔ ۹...... بھول کر کھا پی لینا پھر اس خیال سے کہ روزہ ٹوٹ گیا اور ارادتاً کھا پی لینا۔ ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضاء لازم آتی ہے۔ کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے

۱...... بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا یا نمک چکھ کر تھوک دینا۔ ۲...... دن بھر حالت غسل میں رہنا۔ ۳...... فصد کرانا۔ کسی مریض کے لئے خون دینا۔ ۴...... غیبت کرنا۔ ۵...... ناشائستہ اور فضول گفتگو کرنا۔ یعنی گالی گلوچ دینا۔ واضح رہے کہ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا...... آنکھ میں دوائی یا سرمہ ڈالنا...... سر اور داڑھی کو تیل لگانا...... خوشبو لگانا...... پیاس اور گرمی کی شدت کی وجہ سے غسل کرنا...... کسی قسم کا ٹیکہ یا انجکشن لگانا...... بھول کر کھا پی لینا...... حلق میں عام دھواں یا گرد و غبار یا مکھی کا چلا جانا...... کان میں پانی کا چلا جانا...... از خود قے آ جانا...... دانتوں سے خون کا رسنا جب تک حلق میں نہ جائے...... بحالت نیند احتلام ہو جانا...... مذکورہ حالتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے۔ سفر یا ایسی بیماری کہ روزہ کی طاقت نہ ہو یا مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ بعد میں اس کی قضا کر لینا چاہئے۔ عورت بحالت حمل ہو بچے کو دودھ پلاتی ہو تو دونوں صورتوں میں اپنی جان یا بچے کی جان کے اندیشے کی صورت میں روزہ قضا کر سکتی ہے۔ اگر بیماری یا بھوک و پیاس کے شدید غلبے سے جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے۔ بعد رمضان المبارک کے قضا لازم ہوگی۔

نماز تراویح

۱...... رمضان المبارک میں نماز عشاء کے بعد بیس رکعت نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ ۲...... اہل محلہ پر تراویح کو باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے۔ پورا محلہ اگر تراویح باجماعت مسجد میں ادا نہ کرے تو سب کے سب ترک سنت کے گنہگار ہوں گے۔ ۳...... تراویح میں پورا قرآن کریم ختم کرنا بھی سنت ہے۔ ہاں اگر کہیں سے پورا قرآن سنانے والا نہ ملے تو چھوٹی سورتوں سے نماز تراویح ادا کرنا ضروری ہے۔ ۴...... اگر تراویح دو یا چار رکعت جماعت سے کسی کی رہ جائیں تو وہ وتر باجماعت ادا کر کے پھر باقی ماندہ تراویح پوری کرے۔ ۵...... تراویح میں قرآن کریم بجائے جلد بازی کے اطمینان و سکون سے پڑھا جائے۔ ادائیگی حروف قرآن میں جلد بازی مکروہ ہے۔ ۶...... تراویح پڑھانے والے حافظ کو معاوضہ یا اجرت طے کر کے تراویح پڑھنا' پڑھانا حرام ہے۔ ۷...... نابالغ حافظ قرآن کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز نہیں۔ ۸...... ایک ہی حافظ صاحب کا دو مساجد میں تراویح پڑھانا درست نہیں۔

اعتکاف

۱...... نیت کر کے مسجد میں رہنا سوائے حاجات ضروریہ (پیشاب، پاخانہ، غسل واجب اور وضو) کے مسجد سے باہر نہ جانا۔ اسے اعتکاف کہتے ہیں۔ ۲...... رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت کفایہ ہے۔ محلہ یا بستی کی مسجد کے نمازیوں میں سے کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمے ترک سنت کا وبال ہوگا۔ کسی ایک کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی۔ ۳...... اعتکاف میں بالکل خاموش رہنا مکروہ ہے۔ معتکف کو قرآن کریم کی تلاوت، ذکر و اذکار، تسبیحات، دینی گفتگو، اسلامی کتب کے مطالعہ میں وقت گزارنا چاہئے۔ ۴...... اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھنا چاہئے جہاں نماز جمعہ ہوتی ہو۔ ورنہ نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جانا کہ شریک نماز جمعہ ہو سکے جائز ہے۔ ۵...... بلا ضرورت طبعی اور شرعی ارادتاً یا بھول کر مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ جس کی قضا لازم ہوگی۔ ۶...... رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد میں پہنچ جانا چاہئے اور عید کا چاند نظر آنے پر مسجد اعتکاف سے باہر آنا چاہئے۔ ۷...... غسل جمعہ، غسل صحت، یا ٹھنڈک کے لئے مسجد سے باہر نکلنا معتکف کو جائز نہیں۔

شب قدر

چونکہ اس امت کی عمریں بہ نسبت پہلی امتوں کے چھوٹی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک رات ایسی مقرر فرما دی ہے کہ جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس کو پوشیدہ رکھا۔ تاکہ لوگ اس کی تلاش میں کوشش کریں اور ثواب بے حساب پائیں۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔ یعنی ۲۱ویں، ۲۳ویں، ۲۵ویں، ۲۷ویں، ۲۹ویں شب اور ۲۷ویں شب میں سب سے زیادہ احتمال ہے۔ ان راتوں میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہئے۔ اگر تمام رات جاگنے کی طاقت یا فرصت نہ ہو تو جس قدر ہو سکے جاگے اور نفل نماز یا تلاوت قرآن یا ذکر و تسبیح میں مشغول رہے اور کچھ نہ ہو سکے تو عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کرے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی رات بھر جاگنے کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ ان راتوں کو جلسوں تقریروں میں صرف کرنا بڑی محرومی میں داخل ہے۔ تقریریں ہر رات ہو سکتی ہیں۔ عبادت کا یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم!

ترکیب نماز عید

اول زبان یا دل سے نیت کرو کہ دو رکعت مع زائد چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لو اور سبحانک اللھم پڑھو۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دو اور چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لو اور جس طرح ہمیشہ نماز پڑھتے ہو پڑھو۔ دوسری رکعت میں سورت کے بعد جب امام تکبیر کہے تو بھی تکبیر کہہ کر پہلی، دوسری اور تیسری دفعہ میں ہاتھ چھوڑ دو۔ چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ۔ باقی نماز حسب دستور تمام کرو۔ خطبہ سن کر واپس جاؤ۔ والحمد للہ!

ایک ہفتہ ...... حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دیس میں

قسط نمبر:6 مولانا اللہ وسایا

حضرت حاجی عابد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

حضرت حاجی سید عابد حسین رحمۃ اللہ علیہ پیدائش ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء۔ آپ کا نسبی تعلق سادات رضویہ سے ہے۔ آپ میاں جی کریم بخش صابری رحمۃ اللہ علیہ ساکن رامپور منہاراں کے خلیفہ مجاز تھے۔ اسی طرح سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی آپ خلیفہ تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم تھے۔ تین بار مہتمم رہے۔ آخری بار مولانا رفیع الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے سفر ہجرت کے باعث ۱۳۰۶ھ تا ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۸۹ء تا ۱۸۹۳ء مہتمم رہے۔ آپ چشتی صابری سلسلہ کے بہت نامور بزرگ تھے۔ زہد وریاضت کا پیکر تھے۔ آپ کا حلقہ دیوبند اور اطراف وجوانب میں بہت وسیع تھا۔ قرآن مجید اور فارسی پڑھ کر تکمیل علم کے لئے دہلی گئے۔ لیکن دوران تعلیم تصوف کی لائن ایسے اختیار کی کہ وہ رنگ غالب آ گیا۔ حضرت حاجی صاحب کا حجرہ مسجد دیوبند میں ساٹھ سال قیام رہا۔ مشہور ہے کہ تیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ صاحب کشف وکرامت تھے۔ ''فن عملیات'' میں زبردست ملکہ تھا۔ اتباع سنت کا غایت درجہ اہتمام تھا۔ ان کا مقولہ ہے'' بے عمل درویش ایسا ہے جیسے سپاہی بے ہتھیار، درویش کو چاہئے کہ آپ کو چھپانے کے لئے عامل ظاہر کرے۔'' آپ منقولہ غیر منقولہ اراضی، باغ وغیرہ سب راہ خدا میں لٹا کر محض خدا تعالیٰ پر توکل کئے ہوئے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے علاوہ جامع مسجد دیوبند بھی آپ کی مساعی سے مکمل ہوئی۔ مکان مسجد کے لئے وقف کر کے حجاز مقدس چلے گئے۔ ایک سال بعد واپس تشریف لائے۔ ۲۷رذی الحجہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۲ء کو ۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے اہتمام میں کسی مسئلہ پر کوئی طالب علم ناراض ہو گیا اور اس نے معاذ اللہ! آپ کو برا بھلا بھی کہا۔ دوسرے وقت آپ نے جا کر خود اس سے معذرت کر لی۔ حالانکہ قصور طالب علم کا تھا۔ ایسے بے نفس بزرگ چشم فلک نے گنتی کے ہی دیکھے ہوں گے۔ یہاں پر دعا کے بعد وقت دیکھا تو ساڑھے آٹھ ہو رہے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے گھر پر جا کر ناشتہ کیا۔ ان کی خواہش تھی کہ ختم نبوت کا تخصص کرنے والوں سے ایک نشست ہو جائے۔ لیکن جس ''امن عالم کانفرنس'' کے لئے حاضر ہوئے اس کا وقت ہو چکا تھا۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب نے فرمایا کہ اب کانفرنس میں شرکت کرنی چاہئے۔ تمام مجوزہ پروگرام ملتوی کر کے کانفرنس میں حاضر ہوئے۔

۱۴ردسمبر کی مصروفیات

آج ۱۴ردسمبر ۲۰۱۳ء ہے۔ صبح نماز کے بعد سے مقبرہ قاسمی پر گئے۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد ساڑھے نو بج گئے تھے۔ ۹ر بجے صبح امن عالم کانفرنس کا اعلامیہ منظور ہونا تھا۔ اس کے بعد گیارہ بجے اجلاس عام تھا۔ چنانچہ

خصوصی اجلاس میں شریک ہوئے۔ دروازہ پر حضرت مولانا سید محمود مدنی تشریف فرما تھے۔ جو مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے۔ فقیر جب حاضر ہوا تو سٹیج پر لے جا کر بٹھایا۔ حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، فقیر راقم سمیت کوئی پندرہ کے لگ بھگ مہمان ہوں گے جن کے لئے سٹیج پر کرسیاں رکھی گئیں۔ آج کے اس اجلاس میں دارالعلوم دیوبند کے سینئر اساتذہ اور بزرگ مہمان بطور خاص تشریف لائے۔ ساڑھے نو بجے سے پونے گیارہ تک یہ اجلاس رہا۔ سوا دس بجے پورا ہال بھر گیا۔ حتیٰ کہ سٹیج پر ابھی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے تشریف لانا ہے اور خود میزبان حضرت مولانا سید محمود مدنی کے لئے بھی کرسی نہ رہی۔ فقیر نے دیکھا کہ اب میزبانوں کی مدد کرنی چاہئے۔ نیچے صف اوّل میں پاکستانی وفد کے مہمانوں میں حضرت مولانا سید محمود میاں کے ہاں ایک کرسی فارغ تھی۔ فقیر چپکے سے اٹھا سٹیج سے نیچے اترا کندھے کی چادر اتار کر اس کرسی پر رکھی۔ باہر جا کر تازہ وضو کیا واپس آ کر ادھر ادھر دیکھے بغیر نیچے اسی چادر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مولانا سید محمود مدنی نے اتنے میں حضرت فضل الرحمٰن صاحب کا استقبال کیا اور خود فقیر کی خالی کردہ کرسی پر بیٹھ کر اعلامیہ پڑھنا شروع کیا۔ مجھے اس عمل سے دلی راحت ہوئی کہ میزبانوں کی مشکلات کا مہمانوں کو خیال رکھنا چاہئے۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے اختتامی تائیدی کلمات کہے۔ صدر اجلاس حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری امیر الہند نے دعا کرائی۔ اب مہمان جلسہ عام میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔

دیوبند میں امن عالم کانفرنس کا اجلاس عام

امن عالم کانفرنس کا اجلاس عام بھی اسی گلی کے عیدگاہ گراؤنڈ میں تھا۔ جہاں ایک شادی ہال میں خصوصی اجلاس ہو رہے تھے۔ ایک سائیڈ پر ہال تھا دوسری پر گراؤنڈ۔ ہال سے اٹھے تو گراؤنڈ میں چلے گئے۔ ہال سے نکلتے ہوئے تمام مہمانوں کو کانفرنس کے لئے تیار کرایا گیا ایک بیگ جس میں مجلّہ واچ، کیلنڈر اور کتابیں تھیں، دیا گیا۔ (فقیر نے بھی وصول کیا۔ کتابیں ملتان دفتر کی لائبریری، مجلّہ واچ چناب نگر کی لائبریری اور بیگ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے سپرد کر کے فارغ ہو گیا)

اب ہال سے عیدگاہ گراؤنڈ میں حاضر ہوئے۔ وسیع و عریض سٹیج دو اڑھائی صد مہمانوں کی بیٹھنے کی فرشی نشست تھی۔ سامنے پنڈال میں ہزاروں کرسیاں تھیں۔ تمام مہمان آ کر بیٹھ گئے۔ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سٹیج پر کھڑے ہوں تو سامنے دارالعلوم دیوبند کی جامع مسجد، ایک ہاتھ پر مقبرہ قاسمی، سامنے چند گلیوں پار حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری ؒ کا مقبرہ۔ اب تقاریر شروع ہوئیں۔ پاکستانی وفد سے حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا سعید یوسف آزاد کشمیر، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، حضرت مولانا محمد خان شیرانی اور فقیر راقم کے بیانات ہوئے۔ مولانا سعید یوسف، مولانا قاری محمد حنیف نے خوب خطابت کے جوہر دکھلائے۔ آخری بیان پاکستانی وفد کے قائد، قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا ہوا۔ جسے حاصل اجلاس کہا جا سکتا ہے۔ فقیر راقم نے کانفرنس میں عرض کیا کہ یہ امن عالم کانفرنس ہے جو حضرت شیخ الہند ؒ کی یاد میں منعقد ہو رہی ہے۔ کون حضرت شیخ الہند ؒ؟ جن کے ایک

شاگرد کا نام سید محمد انور شاہ کشمیری ؒ ہے، کون مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری ؒ؟ جنہوں نے ختم نبوت کے لئے یہ یہ خدمات سرانجام دیں۔ کانفرنس کے عنوان پر بیان ہوا یا نہیں۔ دو اور دو چار روٹیوں کی طرح اپنی بات کہی۔ جس کی مولانا محمد امجد خان، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا زاہد الراشدی نے بہت تحسین کی۔ کیا کروں مجھے اس کے علاوہ آتا کیا ہے جو بیان کرتا؟ اجلاس ختم ہوا۔ نماز پڑھی، کھانا سے فارغ ہوئے۔ آرام کا ارادہ کیا کہ عصر کی اذانیں ہوگئیں۔ حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری اور مولانا جنید صاحب کے ساتھ عصر کی نماز مسجد چھتہ میں پڑھی۔ کہاں آنکلا۔ انار کا درخت تو نہیں وہاں اب وضوخانہ بن گیا ہے۔ وضو کیا حجرہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ، حجرہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی ؒ، حجرہ حضرت حاجی عابد حسین ؒ اور مسجد کا ہال و برآمدہ جوں کے توں باقی ہیں۔ سب کی زیارت کی۔ مسجد میں نماز پڑھی۔ مسجد میں اتنی تبدیلی ہوئی ہے کہ باہر کا صحن جو بغیر چھت کے تھا اب اس پر چھت ڈال دی گئی ہے۔ جہاں انار تھا وہاں بیس تیس آدمیوں کے لئے وضوخانہ تیار ہوگیا ہے اور بس۔ مسجد میں نماز، دعا، زیارت کے بعد یادوں کی برات لئے واپس آ گیا۔ اب دوسرے احاطہ میں لے گئے۔ جہاں پرانے دارالحدیث کی عمارت ہے۔ اب اس میں مشکوٰۃ کے درجہ کی کلاس لگتی ہے۔ اس کے اوپر دارالتفسیر ہے۔ یہ دارالحدیث انہیں خطوط پر ہے۔ جس کی خواب میں نشاندہی کی گئی تھی اور صبح نشان لگے تھے۔ اس پر بنیاد اٹھادی گئی۔ اس دارالحدیث میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی سے موجودہ شیخ الحدیث مولانا سعید احمد پالن پوری، مولانا سید ارشد مدنی، مولانا قاری سید محمد عثمان اور پتہ نہیں کون کون بزرگ پڑھاتے رہے۔ کون کون پڑھے۔ کس کس نے کیا کیا پڑھایا؟ قارئین خود اندازہ فرمائیں کہ یہاں نئے آنے والے شخص کے کیا جذبات ہوسکتے ہیں۔ مولانا گورکھپوری نے بتکرار و با اصرار اس مسند پر بیٹھنے کے لئے بار بار حکم فرمایا۔ لیکن فقیر قبلہ رخ ہوکر اس مسند کے پیچھے مسند پر بازوں میں سر رکھ کر بیٹھ گیا۔ اب یہاں سے اٹھے تو اسی احاطہ میں ایک درخت کے نیچے کنواں ہے جو دارالعلوم کا سب سے پہلا کنواں ہے۔ اب اس میں دستی نلکا لگا ہے۔ پانی اب بھی نکالا جاسکتا ہے۔ ٹربائن، ٹیوب ویل، ٹینکیوں اور ٹونٹیوں اور موٹروں کے دور میں فقیر کی نظر تو اسی نلکے پر ٹک گئی کہ نامعلوم کس کس اللہ کے بندہ نے یہاں سے پانی لیا ہوگا۔ فقیر نے مولانا شاہ عالم گورکھپوری سے عرض کیا کہ اگر مجھے بدعتی شمار نہ کیا جائے تو دل کی کہتا ہوں کہ مجھے یہاں سے ایک گلاس پانی پلادو۔ طالب علم گلاس لایا۔ پانی نکالا اور لا حاضر کیا۔ فقیر نے پیٹ میں اتار لیا۔ چلیں اب مغرب ہونے کو ہے۔ سواریاں آ گئی ہوں گی۔ میزبان تلاش نہ کرتے پھریں۔ سچی بات ہے کہ اب احساس کھائے جارہا ہے کہ ستر سال کی عمر میں پہلی بار دو روز کی حاضری، اب جانے کا مرحلہ سر پر۔ پھر حاضری یا مقدر یا نصیب۔ بظاہر تو یہی ہے کہ یہاں کی یہ پہلی اور آخری حاضری ہے۔ چلیں، مہمان خانہ میں گئے۔ بیگ بھجوایا۔ وہ گاڑی میں رکھ دیا گیا۔ گاڑی کا نمبر الاٹ ہوگیا۔ سامان رکھ دیا گیا۔ مغرب کا وقت قریب ہوگیا تھا۔ طے ہوا کہ نماز پڑھتے ہی گاڑیوں میں بیٹھ جائیں گے کہ دہلی جانا ہے۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ دیوبندی حضرات کی محبت کو دل میں سمیٹے ان کی طرف سے عزت افزائی کا شکریہ ادا کر کے گلے ملے اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ یا بٹھادیا گیا۔ دیوبند سے جارہا ہوں۔ مگر یادوں اور دل و دماغ میں اب بھی اس تحریر کے وقت وہاں پھر رہا ہوں۔

گاڑیاں چلیں۔ چلتے چلتے گھنٹہ دو گھنٹہ بعد ایک ہوٹل پر رکے۔ تجدید وضو کے عمل سے فارغ ہوئے۔ پورے وفد نے چائے پی۔ خوب سماں رہا۔ فارغ ہوئے۔ سردی جوبن پر ہے۔ دہلی دو ہوٹلوں میں مہمانوں کو ٹھہرایا گیا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن اور آپ کے صاحبزادہ مولانا اسعد محمود اور حضرت مولانا عطاء الرحمٰن جمعیت علماء ہند کے دفتر میں مقیم ہوئے۔ دہلی میں دو راتیں حضرت مولانا محمد امجد خان صاحب کے ساتھ قیام رہا۔ مولانا امجد خان خوب آدمی ہیں۔ زندہ دلی کے ساتھ وقت گزارنے کا انہیں خوب ملکہ ہے۔ آدمی سفر میں پہچانا جاتا ہے اور مولانا واقعی بہت اچھے آدمی ہیں۔ عشاء پڑھی، کھانا کھایا سو گئے۔ جس ہوٹل میں ہمیں ٹھہرایا گیا اس کا نام براڈوے تھا۔ اس کے قریب میں دل اور دماغ کا ہسپتال ہے۔ جس روڈ پر ہوٹل ہے اس روڈ کا نام یاد نہیں رہا۔

۱۵ر دسمبر کی مصروفیات

صبح بحمدہ تعالیٰ وقت پر بیدار ہوئے۔ جماعت سے فجر کی نماز پڑھنے کی حق تعالیٰ نے توفیق بخشی۔ کمرہ میں چائے بنائی۔ مولانا محمد امجد خان ماشاء اللہ امور خانہ داری سے بھی واقف ہیں۔ بہت اچھی چائے بنائی۔ کچھ دیر آرام کیا۔ میزبانوں کی طرف سے پیغام ملا کہ ناشتہ کریں اور کانفرنس میں چلیں کہ ٹھیک ۹ بجے کانفرنس شروع ہوجائے گی۔ حضرت مولانا سید محمود مدنی خوب منتظم آدمی ہیں۔ ٹھیک ۹ بجے صبح تمام مہمانوں کو سٹیج پر لا بٹھایا۔ سب سے پہلے پرچم کشائی ہوئی۔ تلاوت ہوئی۔ امیر الہند مولانا قاری سید محمد عثمان کی صدارت کا اعلان ہوا اور کانفرنس شروع ہوگئی۔ ہند کے تو تمام مہمان قریباً صدارتی منصب کی تائید میں بھگتا دیئے۔ نو بجے صبح پورا پنڈال لیلا رام گراؤنڈ بھر چکا تھا۔ یہ گراؤنڈ دہلی کے جلسوں کے لئے عام استعمال ہوتا ہے۔ چند روز قبل عام آدمی پارٹی کے دہلی کے وزیر اعلیٰ کی تقریب حلف برداری بھی اس گراؤنڈ میں ہوئی تھی۔ ”امن عالم کانفرنس دہلی“ میں حد نگاہ تک شرکاء تھے اور کمال یہ ہے کہ پورے ملک سے قافلے اس ترتیب سے چلے کہ تمام تقاضوں اور آرام سے فراغت کے بعد ٹھیک ۹ بجے پنڈال میں جمع تھے۔ تمام باہر کے مہمانوں کو پہلے مرحلہ میں سٹیج پر لا بٹھایا کہ وہ بھی پوری کارروائی کے دوران موجود رہیں۔ مولانا سید محمود مدنی نے خطاب کیا اور اس دوران پبلک نے بھی بھرپور نعروں سے اپنی محبتوں کا اظہار کیا۔ پبلک کے نعروں کی گونج سے لگتا تھا کہ آپ پبلک کے دلوں کی ترجمانی فرما رہے ہیں۔ مولانا قاری سید محمد عثمان کے چھوٹے صاحبزادہ سٹیج سیکرٹری تھے اور بڑے سلیقہ واعتماد کے ساتھ انہوں نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ بہت سارے مقررین جن کا دیوبند کے جلسہ عام میں بیان ہوا۔ لیکن یہاں نہ ہوا۔ جیسے حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا رشید احمد لدھیانوی اور فقیر راقم۔ بہت سارے ایسے مہمان تھے جن کا بیان دیوبند میں نہ ہوا۔ لیکن یہاں دہلی میں ہوا۔ جیسے میرے مخدوم و مخدوم زادہ حضرت مولانا محمد امجد خان کا یہاں بیان ہوا اور خوب ہوا۔ اللھم زد فزد!

بہت سارے حضرات ایسے تھے جن کا دیوبند اور دہلی دونوں جگہ بیان ہوا۔ جیسے حضرت شیرانی صاحب، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، حضرت ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا سعید یوسف خان۔ یہاں بھی آخری بیان حضرت مولانا فضل الرحمٰن کا بڑی اہمیت سے ہوا اور بہت بھرپور ہوا۔ فالحمدللہ!

فقیر راقم ساڑھے گیارہ، پونے بارہ بجے تک تو سٹیج پر رہا۔ ایک تو سٹیج پر فرشی نشستیں تھیں۔ پھٹوں پر قالین بچھائے گئے تھے۔ سخت جگہ پر بیٹھنے سے میری کمر درد کرنے لگ جاتی ہے جس سے اعضاء شکنی اور ہلکے بخار کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ پھر یہ کہ سخت سردی کے باعث پیشاب کا بھی تقاضا ہوا۔ اللہ تعالیٰ منتظمین کو جزائے خیر دے، ان سے صورتحال عرض کی۔ انہوں نے فوراً گاڑی کا اہتمام کر دیا اور فقیر ہوٹل آ گیا۔ تقاضہ سے فارغ ہوا۔ موقعہ غنیمت تھا۔ غسل کیا، کپڑے تبدیل کئے، چائے پی اور سو گیا۔ اڑھائی بجے اٹھا تو طبیعت سنبھل گئی تھی۔ تازہ دم، تین بجے کے قریب وفد کے ارکان کانفرنس کی دعا کے بعد ہوٹل آنا شروع ہوئے۔ یہ حضرات نماز سے فارغ ہوئے۔ سب نے کھانا کھایا کہ اتنے میں عصر کا وقت ہو گیا۔ یہ تھکے ماندے تھے آرام کرنا چاہتے تھے۔ سب حضرات کانفرنس کے بھرپور کامیاب انعقاد پر متفق اللسان تھے۔ فالحمدللہ!

عصر سے فارغ ہوتے ہی فقیر نے جمعیت علماء ہند کے متحرک رہنما جن کا اب نام یاد نہیں آ رہا جو وفد کی راہنمائی کے لئے امرتسر سے یہاں تک برابر ساتھ رہے۔ ان سے فقیر نے عرض کیا کہ قریب میں کوئی مزارات ہوں تو حاضری ہو جائے۔ وقت سے فائدہ اٹھائیں۔ انہوں نے ساتھ لیا۔ سائیکل رکشہ دہلی میں اب بھی چلتا ہے۔ اس پر بیٹھے ہوٹل کے قریب ایک دو سڑکوں بعد دہلی کا دل و دماغ کا بڑا ہسپتال ہے اس کے درمیان سے ہو کر ہسپتال کو پار کیا تو سامنے برابر قبرستان ہے۔ اس کے درمیان سے لے کر وہ ایسی جگہ گئے جہاں مدرسہ رحیمیہ کا بورڈ نظر آیا۔ آگے شاہ ولی اللہ مسجد جس کا پہلا نام کچی مسجد تھا۔ اس سے گزرے تو ایک چھت والے خوبصورت ہال میں داخل ہوئے۔ جس میں قریباً انیس قبور مبارکہ ہیں۔ اب ان قبور مبارکہ سے پہلی قبر مبارک کا کتبہ پڑھا تو وہ قبر مبارک حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ میزبان کی طرف محبت سے دیکھا کہ کیا خوبصورت انہوں نے انتخاب کیا۔ اب کھو گیا اور عصر سے مغرب تک کا وقت یہاں ہی گزار دیا۔ مغرب کی نماز بھی یہاں ادا کی۔

مزارات خاندان حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

محلہ مہندیاں میں بہت بڑا قبرستان ہے۔ اس کے قرب و جوار میں لوگوں نے مکانات بھی بنا رکھے ہیں۔ اس قبرستان میں آپ قبلہ رخ ہوں تو قبرستان کے جنوبی اور شمالی کناروں پر دو مساجد ہیں۔ قبرستان کے شمال کی جانب کی مسجد کسی زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا مدرسہ ہوتا تھا۔ اب صرف ایک مسجد باقی ہے۔ اردگرد سارا شہر خموشاں آباد ہے۔ جنوب کی سائیڈ پر جائیں تو وہاں پہلے چند کمروں پر مشتمل ایک عمارت پر مدرسہ رحیمیہ کا بورڈ نصب ہے۔ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر یہ مدرسہ قائم ہے۔ اسی مدرسہ کے ساتھ لوگوں کے مکانات ہیں۔ اس قبرستان میں انہیں مکانوں کے مکینوں سے یہ دونوں مساجد آباد ہیں۔ جنوبی سائیڈ کی اس مسجد کے اردگرد بھی قبرستان ہے۔ اس مسجد کے صحن میں شمال سے داخل ہوں گے تو آپ کے دائیں جانب مسجد کا ہال ہے اور آپ کے بالکل سامنے صحن مسجد کے پار متصل ایک کھلا ہال ہے۔ جس میں پندرہ بیس قبول مبارکہ ہیں۔ یہ قبور مبارکہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی ہیں۔ آپ ہال کے دروازہ میں داخل ہوں تو بائیں جانب حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کا مزار مبارک ہے اور دروازہ کے داخل ہوتے ہی دائیں جانب حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا

مزار مبارک ہے۔ زہے نصیب! فقیر کو یہاں دوبار حاضری کا موقعہ میسر آیا۔

شاہ عبدالرحیم دہلوی ؒ کا سلسلہ نسب سیدنا فاروق اعظمؓ سے جا کر ملتا ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے:

(۱)......شاہ عبدالرحیم بن (۲)......وجیہہ الدین شہید بن (۳)......معظم بن (۴)......منصور بن (۵)......احمد بن (۶)......محمود بن (۷)......قوام الدین عرف قاضی قاذن بن (۸)......قاضی قاسم بن (۹)......قاضی کبیر عرف قاضی بدہ بن (۱۰)......عبدالملک بن (۱۱)......قطب الدین بن (۱۲)......کمال الدین بن (۱۳)......شمس الدین مفتی بن (۱۴)......شیر ملک بن (۱۵)......محمد عطا ملک بن (۱۶)......ابو الفتح ملک بن (۱۷)......عمر حاکم ملک بن (۱۸)......عادل ملک بن (۱۹)......فاروق بن (۲۰)......جرجیس بن (۲۱)......احمد بن (۲۲)......محمد شہریار بن (۲۳)......عثمان بن (۲۴)......امان بن (۲۵)......ہمایوں بن (۲۶)......قریش ابن (۲۷)......سلیمان بن (۲۸)......عفان بن (۲۹)......عبداللہ بن (۳۰)......عبداللہ بن (۳۱)......محمد بن (۳۲)...... عمر بن الخطاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین!

حضرت شاہ عبدالرحیم کا سلسلہ نصب مکمل اس لئے نقل کر دیا ہے کہ آپ کے صاحبزادہ حضرت شاہ ولی اللہ اور پھر ان کے صاحبزادگان کے ذکر مبارک میں بار بار کے تکرار سے بچ جائیں۔ اس تذکرہ میں بعض اسماء مبارکہ کے ساتھ ملک کا لفظ آیا ہے۔ یہ صرف تعظیم کے لئے ہے۔ جیسے ہمارے ہاں خان وغیرہ کے الفاظ تعظیم کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے مراد قوم نہیں۔ بہر حال یہ طے ہے کہ آپ نسباً فاروقی النسل ہیں۔

متذکرہ نسب نامہ میں ۱۳ ویں نمبر پر شمس الدین مفتی کا اسم مبارک آیا ہے۔ اس خاندان کے یہ پہلے فرد ہیں جو ساتویں صدی کے آخر یا آٹھویں صدی کے اوائل میں ہندوستان کے شہر روہتک میں تشریف لائے۔ یہ وہ دور ہے جب تاتاریوں کی خون ریزی سے عالم اسلام کا مشرقی حصہ زیروزبر ہو رہا تھا۔ عزتیں برباد، علمی خزانے، کتب خانے تاراج، ایران وترکستان بے چراغ ہو رہے تھے۔ روہتک اس وقت نئی اسلامی مملکت کا اہم شہر شمار ہوتا تھا۔ قریش کی نسل سے پہلے جو شخص اس شہر میں آئے وہ حضرت مفتی شمس الدین ہیں۔ (دعوت وعزیمت ج۵ ص ۶۸)

مفتی صاحب کی اولاد کی شادیاں اب تک کے صدیقی اور سادات خاندانوں میں ہوئیں۔ آپ کی اولاد در اولاد کئی نسلوں تک عہدہ قضاء، افتاء اور محتسب پر فائز رہی۔ شاہ عبدالرحیم صاحب کے دادا شیخ معظم صاحب تھے۔ شیخ معظم صاحب کے والد شیخ منصور تھے۔ ان کی ایک راجہ سے جنگ ہوئی۔ لشکر کا میمنہ شیخ معظم کے سپرد ہوا۔ اس وقت ان کی عمر بارہ برس تھی۔ سخت معرکہ پیش آیا۔ دوران معرکہ کسی نے آکر شیخ معظم کو کہا کہ آپ کے والد منصور شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی شیر غرآں کی طرح دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہیں کاٹتے چھانٹتے راجہ کے ہاتھی تک جا پہنچے۔ راجہ کے ساتھی ایک اور راجہ نے آپ کو روکنا چاہا آپ نے ایک ہی وار سے اسے ڈھیر کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے شیخ معظم کو گھیر لیا۔ گھوڑے سے اتر کر سیدھے ہوئے۔ مخالف لشکر یکبارگی حملہ کے لئے آگے بڑھا کہ

آپ کے والد منصور کے مخالف راجہ جن سے جنگ ہو رہی تھی اس نے لشکر کو شیخ معظم کے قتل سے روک دیا اور خود قریب ہوا۔ راجہ نے شیخ معظم سے کہا کہ میں نے آپ کا زور بازو دیکھا۔ آپ کی الٹ پلٹ پر نظر رکھی۔ یہ کم عمری اور یہ بہادری اور جرأت و پامردی، یہ تو عجائبات زمانہ میں سے ہے۔ بیٹا بہت غصہ کیوں ہیں؟ تابڑ توڑ حملے کیوں کر رہے ہیں۔ انہوں نے بڑے مخالف راجہ کو کہا کہ آپ کی فوج نے میرے والد کو شہید کیا۔ راجہ نے کہا کہ نہیں وہ زندہ ہیں اور پھر راجہ نے آپ کے والد شیخ منصور کو پیغام بھیجا کہ اس لڑکے کی بہادری کی خاطر ہم صلح کرتے ہیں۔ جو کہا گیا اس نے پورا کیا اور واپس ہو گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ نے اپنے اس پرداد "شیخ معظم" کے بارہ میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ موضع شکوہ پور جو شیخ معظم کی عملداری میں تھا۔ اس میں ڈاکوؤں نے ڈاکہ ڈالا، مال مویشی لے کر چلتے بنے۔ ڈاکو تیس تھے۔ آپ کو اطلاع ملی، تن تنہا گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اس کی باگیں اٹھائیں وہ ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ کئی منزلوں بعد ڈاکوؤں کو جا لیا۔ وہ مقابلہ پر اترے۔ شیخ معظم ؒ نے منظم انداز میں تیر افگنی شروع کی۔ ڈاکو مرعوب ہو گئے۔ ان کے رعب نے ان ڈاکوؤں کے بل کس نکال دیئے۔ توبہ کی۔ معافی مانگی۔ شیخ معظم نے شرط لگائی کہ ہتھیار اتارو اور میرے پاس جمع کراؤ۔ ایک نے دوسرے کے ہاتھ باندھ دیئے۔ اسلحہ مویشی سمیت ڈاکو لائن بنا کر چلے۔ اتنے میں گاؤں کے لوگ بھی آ شامل ہوئے۔ اس حالت زار میں ڈاکوؤں کو دیکھا کہ ان کے سر دو کانوں کے درمیان ہاتھ پشت پر اور ناک زمین پر لگی ہوئی ہے۔ ان ڈاکوؤں کی کرّ و فر پیٹ کے مروڑ کی ہوا کی طرح پھر پھر کرتی نکلی جا رہی ہے۔ سب کو حیرت ہوئی۔ یہ شیخ معظم ؒ، شاہ عبدالرحیم دہلوی ؒ کے دادا اور شاہ ولی اللہ ؒ کے پردادا ہیں۔ غرض یہ خاندان اپنے علم و فضل، بہادری و جرأت، مردانگی و شجاعت میں اپنے اندر شان فاروقی کا مکمل پرتو لئے ہوئے تھا۔ صدیقی، وسادات (علوی) خاندانوں میں رشتہ و تعلق نے ان کی عظمتوں کو سہ آتشہ کر دیا تھا۔

حضرت شاہ عبدالرحیم ؒ کے والد گرامی شیخ وجیہہ الدین ؒ

آپ بھی تقویٰ و شجاعت کے پہاڑ تھے۔ دو پارے یومیہ تلاوت کا معمول تھا۔ جس میں ناغہ کو بالکل دخل نہ تھا۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ حالت جنگ میں بھی اپنے گھوڑا کو دشمن کے فصل میں نہ چرنے دیتے تھے۔ قلت طعام و کلام اور اختلاط عوام سے پرہیز کو شعار بنا رکھا تھا۔ فنون سپہ گری میں ماہر گردانے جاتے تھے۔ عالمگیر بادشاہ کی فوج میں شامل رہ کر ان کی پوری مدد کی۔ جب فتح ہوئی تو عالمگیر نے منصب میں اضافہ کیا۔ آپ نے کمال استغناء سے قبول نہیں کیا۔ شاہ عبدالرحیم ؒ نے اپنے والد کی قوت قلبی، بلند ہمتی، اعلیٰ حوصلگی، مہم جوئی اور خطر پسندی کے متعدد واقعات اپنے بیٹے شاہ ولی اللہ ؒ سے بیان کئے۔ جو حضرت شاہ ولی اللہ ؒ نے مآثر الاجداد میں بیان فرمائے ہیں۔ شاہ عبدالرحیم ؒ کے والد شیخ وجیہہ الدین ؒ کی شادی شیخ رفیع الدین محمد ؒ کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔ اس سے دو فرزند ہوئے۔ ایک شاہ عبدالرحیم ؒ اور دوسرے شیخ ابوالرضا محمد ؒ، مؤخر الذکر بڑے تھے۔ اپنے تایا ابوالرضا محمد کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے اور زیادہ تر ان کے علوم وہبی تھے اور وہ امام الطریقت والحقیقت تھے۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ سے محبت خاص اور مناسبت باختصاص کا درجہ

حاصل تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے نانا حضور کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ وہ قوی العلم، فصیح اللسان، عظیم الورع، وسیع المعرفت تھے۔ زیبا صورت، دراز قامت، رنگ گورا، نرم کلام تھے۔ جمعہ کے بعد وعظ فرماتے جو تین حدیثوں کی تشریح پرمبنی ہوتا تھا۔ لوگوں کا بیان میں خاصا اجتماع ہو جاتا تھا۔ پہلے ہر فن کی ایک ایک کتاب کا شاگردوں کو سبق دیتے تھے۔ آخر میں صرف بیضاوی شریف اور مشکوٰۃ شریف پڑھاتے تھے۔ پابند سنت اور مستجاب الدعوات تھے۔ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ ۱۷ رمحرم ۱۱۰۱ھ کو وصال فرمایا۔ (انفاس العارفین ص ۱۵۵)

شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۰۵۴ھ مطابق ۱۶۴۴ء میں پیدائش ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی شیخ وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ شرح عقائد وخیالی وغیرہ اپنے برادر بزرگ شیخ ابوالرضا محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ میر زاہد کتاب تین چار صدی سے اس وقت تک ہمارے درس نظامی کا حصہ ہے۔ اس کے مؤلف مولانا میر زاہد ایسے فاضل سے بھی شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے شرف تلمذ حاصل کیا۔ شرح مواقف وغیرہ تک تمام کتب مولانا میر زاہد سے پڑھیں۔ علامہ میر زاہد ہروی کی تین کتابیں حاشیہ شرح مواقف، حاشیہ شرح تہذیب اور حاشیہ رسالہ قطبیہ ایک زمانہ تک درس نظامی کا حصہ رہے۔ آپ کی وفات ۱۱۰۱ھ بمقام کابل ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، المعروف خواجہ خورد سے بھی کتابیں پڑھیں۔ خواجہ خورد شیخ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے جو شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے نانا ہیں۔ ایک دن حضرت خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ سے شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ سے آپ بیعت کریں۔ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے سید عبداللہ اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا جو حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے۔ خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہت غنیمت ہیں۔ چنانچہ ان سے بیعت ہوئے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے اعمال واشغال مکمل فرمائے۔ پھر شیخ ابوالقاسم اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کسب فیض کیا۔ سلسلہ چشتیہ کی خلافت آپ کو حضرت شیخ عظمت اللہ بن عبداللطیف المتوکلی اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے نامور اور ممتاز مشائخ میں سے تھے۔ انہیں علوم شریعت اور اسرار طریقت سے بڑا حصہ ملا اور صوفیاء میں وہ بہت مقام کے حامل شمار ہوتے تھے۔ آپ کے زہد، ورع، حسن اخلاق، تواضع وانکساری فضل وکمال پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کی جس جماعت نے تدوین کی ان میں حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ بعض رفقاء کے رویہ کے باعث پھر اس عمل سے علیحدگی اختیار کر لی۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ روزانہ ایک ہزار بار درود شریف، ایک ہزار بار نفی واثبات، بارہ ہزار بار اسم ذات کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اپنے بڑے بھائی ابوالرضا محمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مشکوٰۃ شریف، بیضاوی شریف، اور غنیۃ الطالبین کو سامنے رکھ کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو عقد کئے۔ عقد اوّل سے ایک صاحبزادہ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جو ابتدائے جوانی میں وصال فرما گئے۔ دوسرا عقد شیخ محمد پھلتی صدیقی کی صاحبزادی سے ہوا۔ جن سے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شاہ عبدالرحیم ﷫ نے ۷۷ سال کی عمر میں آخری رمضان کے روزے رکھے۔ شوال میں بیمار ہوئے۔ طبیعت سنبھل گئی۔ لیکن پھر صفر میں مرض نے عود کیا۔ ۱۲؍صفر ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۸ء کو تہجد کے بعد حالت ضعف طاری ہوئی۔ بار بار پوچھتے کہ فجر کا ٹائم ہوگیا۔ حاضرین عرض کرتے ابھی دیر ہے۔ جب آپ کا وقت قریب آیا تو حاضرین سے فرمایا کہ تمہاری نماز کا وقت نہیں آیا تو ہماری نماز کا وقت آگیا۔ فرمایا مجھے قبلہ رخ کردو۔ اس وقت اشارہ سے نماز پڑھی۔ حالانکہ ابھی وقت نماز کے شروع ہونے میں شک تھا۔ نماز سے فارغ ہوئے اور اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہوگئے اور اللہ رب العزت کا نام لیتے لیتے اللہ کے حضور حاضر ہوگئے۔ (رود کوثر ص ۵۳۹) پرشیخ محمد اکرام نے لکھا ہے کہ شاہ عبدالرحیم کی حضرت مجدد الف ثانی ﷫ کے ایک پوتے شیخ عبدالواحد المعروف شاہ گل متخلص بہ وحدت سے گہری دوستی اور یارانہ تھا۔ ایک دوسرے سے ملاقاتوں کے علاوہ خط وکتابت کا بھی ربط تھا۔ شیخ عبدالواحد مجددی سرہندی ﷫ اور شاہ عبدالرحیم دہلوی ﷫، دونوں بزرگ دہلی میں رہتے تھے اور اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتیں۔ شاہ عبدالرحیم دہلوی حضرت مجدد صاحب کے خلیفہ مولانا سید آدم بنوری ﷫ کے خلیفہ سید حافظ عبداللہ صاحب ﷫ سے بھی بیعت تھے۔ حضرت مجدد صاحب ﷫ سکہ بند حنفی تھے۔ خود شاہ عبدالرحیم دہلوی ﷫ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں بھی شریک رہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ ﷫ نے خود انفاس العارفین میں لکھا کہ قبلہ والد صاحب اکثر مسائل میں فقہ حنفی پر کاربند تھے۔ بعض مسائل میں وہ توسع کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کی اصول حدیث کی کتاب ''عجالہ نافعہ'' کی شرح ''فوائد جامعہ'' میں ڈاکٹر پروفیسر مولانا محمد عبدالحلیم چشتی نے آپ کا شمار محدثین حنابلہ میں کیا ہے۔ جاری ہے!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی دورے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ خیر المدارس، جامعہ حنفیہ قادریہ، جامعہ عمر بن خطاب، جامعہ نعمانیہ، جامعہ دارالعلوم رحیمیہ ملتان، جامعہ اشرفیہ مان کوٹ، ڈیرہ غازیخان کے مدارس، جامعہ مظاہر العلوم، جامعہ رحیمیہ دارالمبلغین کوٹ ادو، جامعہ اشرف المدارس لیہ، جامعہ فاروقیہ فتح پور، جامعہ شرف الاسلام قاسمیہ چوک سرور شہید، جامعہ احیاء العلوم مظفر گڑھ، جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، جامعہ ابوہریرہ میلسی، جامعہ خالد بن ولید وہاڑی، دارالعلوم دینیہ چوکی، جامعہ محمودیہ ریناله خورد، جامعہ احیاء العلوم حاصل پور، جامعہ محمدیہ، جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں عقیدہ ختم نبوت اور علماء کرام کی ذمہ داریاں کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ درجہ رابعہ اور اس سے اوپر کے درجات کے طلبا کرام، جامعات کے اساتذہ کرام کو ختم نبوت کورس چناب نگر میں شمولیت کی دعوت دی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ضلع ٹوبہ کے مختلف مدارس، جامعہ دارالعلوم ربانیہ، جامعہ حسین بن علی پھلور، جامعہ امداد العلوم رجانہ، جامعۃ العصر تعلیمی مرکز پیر محل کا دورہ کرتے ہوئے سینکڑوں طلباء کرام سے خطاب فرمایا۔ ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب بھی ہمراہ تھے۔

عقیدہ ختم نبوت

مولانا مفتی خالد محمود کراچی

دین اسلام کی بنیاد رسالت اور آخرت کے علاوہ جس اساسی اور بنیادی عقیدہ پر ہے وہ عقیدہ ختم نبوت ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت وراہنمائی کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا تھا اس کا اختتام آنحضرت ﷺ پر کردیا گیا۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے پہلے نبی ہیں ان سے پہلے کوئی نبی نہیں اسی طرح امام الانبیاء سرکاردوعالم آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول، آپ ﷺ کو جو کتاب دی گئی وہ آخری کتاب ہے، اس کے بعد کوئی کتاب نازل نہ ہوگی، آپ کی اُمت آخری اُمت ہے، اس کے بعد کوئی امت نہیں۔ یہی "عقیدہ ختم نبوت" کہلاتا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کی متعدد آیات، بے شمار احادیث سے ثابت ہے اور روز اول سے آج تک پوری امت محمدیہ کا اس پر اجماع واتفاق چلا آرہا ہے۔ اسی عقیدہ پر اسلام کی پوری عمارت مضبوطی سے کھڑی ہے اور محفوظ ہے اگر یہ عقیدہ درمیان سے نکال دیا جائے تو نہ قرآن باقی رہتا ہے، نہ اسلام کی دیگر تعلیمات۔ اسی لیے روز اول سے پوری اُمت محمدیہ اس کی حفاظت کرتی چلی آئی ہے، اُمت محمدیہ نے اس عقیدہ کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کیا، آگ میں کودنا گوارا کیا، اپنے اعضاء کو کٹوانا برداشت کیا مگر اس عقیدہ پر آنچ نہیں آنے دی۔

انیسویں صدی کے شروع میں فرنگی سامراج اسلامی ممالک خصوصاً ہندوستان کو اپنی گرفت لے چکا تھا۔ اس نے اپنے اقتدار کو طول دینے، مسلمانوں میں ذہنی انتشار پیدا کرنے، ان کے عقائد کو متزلزل کرنے کے لیے بہت سے فتنوں اور باطل تحریکوں کو جنم دیا اور ان کو پروان چڑھایا، ان میں سب سے بڑا فتنہ جھوٹی اور خود ساختہ نبوت کا تھا جو مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ظاہر ہوا جس کی تمام تر وفاداری انگریزی طاغوت کے لیے وقف تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد، محدث، ملہم من اللہ، مسیح موعود، ظلی نبی، بروزی نبی کے دعوے کیے اور آخر میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا، اور اپنی نئی نبوت کے ذریعے امت محمدیہ کا رشتہ (العیاذ باللہ) حضور اکرم ﷺ کا ٹنے کی ناپاک جسارت کی۔ اپنے آپ کو بعینہ محمد رسول اللہ قرار دیا، انبیاء کی توہین کی وغیرہ۔ اپنے ماننے والوں کو صحابہ رسول کے نام سے پکارا، اپنی بیوی کو ام المؤمنین اور اپنے گھر والوں کو اہل بیت سے تعبیر کیا۔ غرضیکہ اسلام کے مقابل ایک نئے متوازی دین کا تصور پیش کیا۔ اسی لیے روز اول سے علماء نے اس فتنہ کا مقابلہ کیا، اور اسے اس کے ماننے والوں کو اسلام اور مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم قرار دیا۔ علامہ اقبال نے حکومت سے یہی مطالبہ بار بار دہرایا کہ قادیانیوں کو علیحدہ جماعت قرار دیا جائے۔ اسی مطالبہ کے لیے پاکستان میں ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی جسے طاقت کے زور پر کچل دیا گیا۔

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو سانحہ ربوہ پیش آیا جس میں نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ کو چناب نگر (ربوہ) اسٹیشن پر

وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجہ میں زبردست تحریک چلی اور پوری قوم نے بیک آواز اپنا دیرینہ مطالبہ ''قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے'' دہرایا۔ تحریک نے زور پکڑا اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قوم کے مطالبہ پر یہ مسئلہ قومی اسمبلی کے حوالہ کیا اور قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر اپنی ساری کارروائی روک کر اس مسئلہ پر بحث کرنے کا کام سونپا، اس موقع پر قادیانیوں کے اس وقت کے سربراہ نے درخواست دے کر اپنا موقف قومی اسمبلی میں پیش کرنے کی درخواست دی جسے منظور کر لیا اور ساتھ میں یہ بھی کہا اسمبلی میں مولوی ہیں وہ ہمارے ساتھ بدتمیزی کریں گے اس کے لیے طے پایا کہ اس وقت کے اٹارنی جنرل یحیٰی بختیار سوال وجواب اور بحث کریں گے جس رکن اسمبلی نے بات کرنی ہو وہ اٹارنی جنرل کے توسط سے کرے۔ چنانچہ قادیانیوں کی طرف سے مرزا ناصر اور لاہوری پارٹی کی طرف سے صدر الدین لاہوری، مسعود بیگ لاہوری اور عبدالمنان لاہوری پیش ہوئے۔ چنانچہ ۵ راگست سے پہلے انہوں نے تحریری یادداشت اسمبلی میں پیش کی اور ہر رکن اسمبلی کو اس کی نقل دی، ۵ راگست سے خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا اور اٹارنی جنرل نے بحث شروع کی۔ ۵ راگست سے ۱۰ راگست اور ۲۰ راگست سے ۲۴ راگست تک کل گیارہ دن مرزا ناصر پر جرح ہوئی۔ اس کے بعد مختلف اراکین اسمبلی کے بیانات ہوئے۔ ۵، ۶ ر ستمبر دو دن اٹارنی جنرل یحیٰی بختیار نے بحث کو سمیٹتے ہوئے اراکین کے سامنے بیان کیا۔ اٹارنی جنرل کا یہ بیان پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے اور اس سے قادیانیت کی پوری تصویر سامنے آ جاتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانی خود کو مسلمانوں سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ''قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ''، اٹارنی جنرل کا یہ بیان افادۂ عام کے لیے علیحدہ سے شائع کر چکی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ لوگوں کے لیے نافع ہو اور جو لوگ ابھی تک قادیانیوں کے بارے میں تذبذب کا شکار ہیں ان کی تسلی ہو اور قادیانیوں کو بھی اصل صورت حال سمجھنے میں اس سے مدد ملے۔ آمین!

چوہدری عزیز الرحمٰن کی رحلت

چوہدری عزیز الرحمٰن ۲۰ رمئی کو خانقاہ شریف بہاول پور میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم کا تعلق مولانا محمد عبداللہ دھرم کوٹی کے خاندان سے تھا۔ جامعہ مسجد قاسمی والی گلی کے بالمقابل قبرستان میں تدفین ہوئی۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تشریف لے گئے۔ مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی اور مرحوم کے فرزند ضیاء الرحمٰن سے تعزیت کا اظہار کیا۔

حاجی محمد حسین سرگانہ کا انتقال

ختم نبوت یوتھ باگڑ سرگانہ کے خادم میاں محمد حیات سرگانہ اور میاں حبیب سرگانہ کے والد گرامی میاں حاجی محمد حسین قلیل علالت کے بعد ۷ رمئی بروز بدھ کو رات ایک بجے سرگانہ ہاؤس ملتان میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ نے ۸۵ رسال کی عمر میں وفات پائی۔ نماز جنازہ آبائی گاؤں باگڑ سرگانہ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ حضرت خواجہ عزیز احمد نے پڑھائی۔ جس میں لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

امریکی خیر خواہی ...... چہ معنی دارد؟

محمد شاہد انور بانکوی مرکز التراث الاسلامی دیوبند

گذشتہ دنوں ذرائع ابلاغ سے یہ انکشاف ہوا کہ مصنوعی مظلومیت اور مگرمچھ کی آنسو رونے والے قادیانیوں کی حمایت میں امریکی ممبران پارلیمنٹ نے ''کاکس'' نامی گروپ تشکیل دے کر قادیانیوں کو پناہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے ،اب تک امریکہ وبرطانیہ جیسے ممالک خفیہ طور پر قادیانیوں کو فنڈ اور مدد فراہم کررہے تھے مگر اس نوتشکیل گروپ کے بعد عیاں ہوگیا کہ امریکہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد پیدا کرنے کے لئے اپنی روش پر گامزن ہے اور مسلمانوں کے خلاف اسلام مخالف دشمن کسی بھی تنظیم کی مدد میں یہودی ونصاریٰ سے دو قدم آگے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا سمیت ہندوستان میں جگہ جگہ جھوٹے مدعیان نبوت ورسالت اور مہدویت ومسیحیت کھڑا کررہے ہیں ۔چنانچہ حال ہی کے چند سالوں میں بے شمار مدعیان نبوت ومہدویت ظاہر ہوئے ہیں ،اخباری اطلاع کے مطابق صرف ہندوستان میں اس وقت مہدویت کے دو دعویدار ہیں ایک نے اپنی پناہ گاہ مہاراشٹر کے چالیس گاؤں کے قریب علاقہ میں مہدی نگر کے نام سے محلہ بسا کر بنالیا ہے تو دوسرا جدید ٹکنالوجی اور انٹرنیٹ کے ذریعہ مہدویت ومسیحیت کا حقیقی دعویدار بتلا رہا ہے اور ای میل سے بیعت کی دعوت دے رہا ہے ،پہلے کا نام شکیل ابن حنیف ہے جو بہار کے ضلع دربھنگہ سے تعلق رکھتا ہے ،جس کی ماضی کی زندگی فقر وفاقہ اور غربت وافلاس میں گذری ہے ،لیکن اب وہی شخص اپنے ماننے والوں پر پیسوں کی برسات کررہا ہے اور مہدی نگر میں غلہ وپانی اور آسائش دنیا کی فراوانی کررہا ہے ،اس کے پاس یہ سب کہاں سے آیا ہے ،یہ ایک ایسا سہل سوال ہے جس کا جواب ہر کس وناکس کے پاس ہے کہ یہ اسی سازش کا حصہ ہے ۔جبکہ دوسرے کا نام مودود احمد خان بتایا جاتا ہے ۔جو پہلے قادیانی تھا ،قادیانیوں سے کسی اختلاف کے سبب الگ ہوکر مہدویت کا مدعی بن گیا ہے اور مرزا قادیانی کو کانا دجال ثابت کرتا ہے ۔اسی طرح پڑوسی ملک پاکستان میں بھی برساتی مینڈک کی طرح مہدویت ومسیحیت کے دعویدار پیدا ہورہے ہیں ۔چنانچہ نصف دہائی کے اندر کم وبیش دس افراد نے نبوت ومہدویت کے میدان میں قسمت آزمائی کی ہے ،جس میں سے سب کے رابطے کسی نہ کسی طرح امریکہ سے ضرور ہیں ۔حد تو اس بات کی ہے کہ جب ان جھوٹے اور مکار کو جیل کی سلاخوں میں ڈالا جاتا ہے تو امریکہ ان کی پشت پناہی کرتا ہے اور حکومتی سطح پر دباؤ ڈالتا ہے ۔

امریکی تشکیل شدہ گروپ کی مدد سے قادیانی اپنے آپ پر اسلام اور مسلمان کا لیبل لگانا چاہتا ہے ۔یہ تو وقت ہی بتائیگا کہ یہ گروپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو پائیگا یا قادیانیوں کی طرح خود اپنی موت مرجائیگا ۔قبل از وقت کچھ کہنا مناسب نہیں ہے البتہ قادیانیوں کی اس مذموم حرکت سے اتنا ضرور معلوم ہوگیا ہے کہ جن ممالک میں قادیانیوں پر اسلام کا لیبل لگانے پر پابندی ہے وہاں اس قانون میں ترمیم کرانے کے لئے یہ نوتشکیل گروپ دباؤ بنائے گا اور جن جمہوری ممالک میں قادیانیوں کو مکمل آزادی ہے اور وہاں انہوں نے اپنا معبد اور مشن ہاؤس بنا رکھا ہے اور سادہ لوح اور قادیانیت کی حقیقت سے ناواقف عوام کو ورغلا رہے ہیں اور ان کے ایمان کا سودا کررہے ہیں وہاں یہ تنظیم ان کی فنڈنگ کے ذریعہ بھرپور مدد کریگی تاکہ قادیانیوں کے توسط سے امریکہ اپنی پالیسیوں کو نافذ کرسکے ۔امریکہ اپنے سپر پاور ہونے کے زعم میں اترا رہا

ہے اور غرور وتکبر کی زبان بول رہا ہے کہ وہ قادیانیوں کی حقوق کی بازیابی کے لئے خاموش نہیں بیٹھے گا۔ امریکہ کو اصحاب الفیل کی تاریخ سے سبق لینا چاہئے۔ ابابیل کی چھوٹی سی کنکری نے اس کا بھوسا بنا دیا تھا اسے بھی اپنی کبر ونخوت پر بڑا غرور تھا مگر قدرت کے فیصلے کے سامنے سب ہیچ ہوگیا۔ امریکہ کیا مسلمانوں سے حق چھین کر قادیانیوں کو دے گا یا مسلمانوں نے قادیانیوں کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کو دنیا کی بے شمار ملکوں کی اعلیٰ عدالتوں نے مسلمانوں سے الگ اور کافر قرار دیا ہے، جب قادیانی مسلمانوں میں سے نہیں ہیں تو امریکہ قادیانیوں کو مسلمانوں کے حقوق کیسے دلائے گا؟۔ ذرائع ابلاغ نے قادیانیوں کی اس نئی پناگاہ کو بھگوان کا نام دیا ہے جو برمحل اور صد فیصد صحیح ہے۔

نیز یہ تازہ انکشاف شنکر سنگھ واگھیلا کے اس بیان کو زبردست تقویت دیتا ہے جس میں کہا گیا تھا کہ بی جے پی اور آر ایس ایس قادیانیوں کو فنڈ فراہم کر رہی ہے اور انڈین مجاہدین نامی تنظیم قادیانیوں کی ہی ذیلی تنظیم ہے، اسی لئے قادیانیوں نے دسمبر کے آواخر میں عالمی جنگ کی بھی دھمکی دی تھی۔ قادیانیوں نے ہر اس تحریک سے وابستگی اختیار کر رکھی ہے جو قوت وشوکت اور جاہ ومال میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ قادیانی گاہے گاہے مصنوعی مظلومیت کا رونا بھی روتے ہیں تا کہ اندورن خانہ ہورہی سازش کو مگرمچھ کے آنسو کے ذریعہ چھپایا جاسکے۔ جبکہ معاملہ برعکس ہے۔

بہار کے ایک کثیر الآبادی والے گاؤں کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے کثیر رقومات کے عوض قادیانیت اختیار کر لی ،اور اس نے اپنی پہلی ملازمت جو اپنے گاؤں سے تقریبا ۶۰۰ کلومیٹر دور میں کرتا تھا؛ ترک کر کے گاؤں میں ہی عالی شان محل تعمیر کرانے کا ارادہ کیا، اور یہیں رہ کر قادیانیت کا پرچار اور مشن ہاؤس بنانے کا پختہ عزم کر لیا مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، ادھر رحمت الٰہی کے سبب اس کی یہ ناپاک سازش طشت ازبام ہوگئی اور اہلیان گاؤں کو جب معلوم ہوا کہ یہ شخص تو معمولی رقم پر گاؤں سے بہت دور ملازمت کر رہا تھا، اچانک اس کے پاس اس قدر خطیر رقم کہاں سے آگئی جو اس قدر عالی شان گھر تعمیر کرانے لگا۔ جب اس کی تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ قادیانیوں کے ہتھے چڑھ گیا ہے، گاؤں والوں نے پنچایت کر کے از راہ خیر خواہی اس کو سمجھایا کہ قادیانیت ایک فتنہ ہے، اسلام اور مسلمانوں سے قادیانیوں کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے ،آپ کسی کے بہکاوے میں آگئے ہیں۔ تو اس نے گاؤں والوں کی ہمدردی وخیر خواہی کو اپنے لئے باعث ملامت سمجھا اور چیں بجبیں ہوکر ایسا قدم اٹھایا کہ اس نے پورے گاؤں والوں پر ایف آئی آر درج کرا دیا اور محکمہ پولیس بھی اسی کی طرفدار ہے، معلوم نہیں اندورن خانہ اس نے کیا سازش کی ہے کہ پولیس کا عملہ بھی اس کے ساتھ ہے لیکن اس عمل سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ وہ کہیں نہ کہیں امریکی ذہنیت کے غلاموں کا پیروکار ہے۔ جس کے بل بوتے وہ ظالم بنا ہوا ہے مگر اس کے باوجود مظلومیت کا رونا روتا ہے۔ یہ تو ایک چھوٹا سا واقعہ ہے ورنہ ہندوستان کے بے شمار مقامات پر قادیانیوں نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ جگہ جگہ مسلمانوں کی مساجد اور قبرستانوں پر قبضہ کی سازشیں کر رہے ہیں مگر ان سب کے باوجود خود کو مظلوم بھی بتاتے ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ مظلوم ہونے کے باوجود تیسری عالمی جنگ کی دھمکی بھی دیتے ہیں۔ قادیانیوں کی تیسری عالمی جنگ بندر بھبکی ہے یا اندرون خانہ جنگ کی پوری ہو چکی تیاری کی اشارۃ جانکاری؟ سعودی عرب ایک اسلامی ملک ہے وہاں قادیانیوں کا دخول ممنوع ہے کیونکہ قادیانیوں نے مرزا غلام قادیانی کو نبی ومسیح مان کر کفر کا ارتکاب کیا ہے اور حرمین شریفین میں کوئی مرتد نہیں جاسکتا ہے لیکن قادیانی اس کو بھی ظلم سے تعبیر کرتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ اس کے باوجود عرب کے بے شمار مقامات پر اپنے کفریہ نظریات کو چھپا کر برسر روزگار بھی ہیں۔ قادیانیوں کی ان سب حرکات سے اب اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ قادیانی ظالم ہیں یا مظلوم؟۔

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ

آخری قسط

ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم چشتی

برنی نامہ

صراط الحمید جلد اول میں چہار درویش کی سرگزشت میں ۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۰ء تک حیدرآباد میں ۲۳ سال میں جو حالات پیش آئے تھے۔ ان کا بیان ہے اور برنی نامہ میں اس کے بعد سے ۱۹۵۷ء تک ۱۷ کے قابل ذکر حالات ومعاملات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ برنیؒ لکھتے ہیں: ''میری خوش نصیبی یہ کہ حیدرآباد پہنچا۔ یہاں کے بزرگوں کا کیا کہنا ماشاء اللہ حقائق ومعارف کے چمن کھلے ہوئے ہیں۔'' البتہ: ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است!

برنیؒ کے اس زمانہ میں جن دانشور، اہل علم واہل قلم صوفیاء اور عہدہ داروں سے تعلقات رہے۔ انہیں نام بنام بتایا ہے۔ فرمانروائے دکن میر عثمان خان سے موصوف کے دیرینہ مراسم تھے۔ کنگ کوٹھی میں آنا جانا ان کا معمول تھا۔ (ایضاً ص ۲۴) اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۵۷ء تک چالیس ۴۰ برس حیدرآباد میں گزارے۔ اسی مدت میں تصنیف وتالیف اور ترجمہ کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ چنانچہ چھوٹی بڑی اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں چالیس کے قریب کتابیں شائع ہو چکی تھیں اور کئی منصوبے تکمیل طلب باقی تھے۔ (ایضاً ص ۲۶)

علم المعیشت

اردو میں اکنامکس کے موضوع پر سب سے پہلی نہایت مستند وجامع کتاب ہے۔ مشکل سے مشکل معاشی اصول ومسائل کو ایسے دلچسپ سلیس پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف نئے نئے مضامین بخوبی ذہن نشین ہوتے ہیں۔ طلبہ واساتذہ سب اس کو شوق سے پڑھتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بسلسلہ مطبوعات ''انجمن ترقی اردو'' (دہلی) تیسرا ایڈیشن بنظر ثانی تقریباً ۸۰۰ صفحات میں شائع کیا گیا تھا۔

اصول معاشیات

یہ کتاب نصابی ضرورت کے تحت مرتب کی گئی ہے۔ اس لئے کسی قدر دقیق اور مشکل مباحث پر مشتمل ہے۔ دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے شائع کی گئی تھی۔ صفحات ۶۰۰ ہیں خوشنما جلد اور تقطیع کلاں ہے۔

معیشت الہند

ہندوستان کے گوناگوں معاشی حالات جن کا جاننا ملک کی اصلاح وترقی کے لئے ازحد ضروری ہے۔ کافی تحقیق اور تنقید کے بعد بہت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی جامع ومستند کتاب، دارالترجمہ جامعہ حیدرآباد سے شائع کی گئی تھی۔ ۸۵۰ صفحات تقطیع کلاں اور جلد خوشنما ہے۔ ۱۳۲۴ھ میں دوسری بار شائع کی گئی تھی۔

مقدمة المعاشیات

یہ مورلینڈ کی انگریزی کتاب ''انٹروڈکشن ٹو اکنامکس'' کا سلیس و بامحاورہ اردو ترجمہ ہے جس میں معاشیات کے ابتدائی اصول و مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ تقطیع کلاں ۳۰۰ صفحات ہیں دارالترجمہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے شائع کی گئی تھی۔ (''مقدمات'' یہ نام مناظر قدرت میں مذکور ہے جو فہرست دی گئی ہے اس میں مذکور ہے)

سلسلہ منتخبات: نظم اردو

غزلیات کی کثرت سے عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ اردو شاعری کی ساری کائنات محض حسن وعشق اور گل وبلبل کی داستان ہے۔ مگر تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اردو میں ہر رنگ کی بہتر سے بہتر نظمیں موجود ہیں لیکن اب تک وہ نظروں سے اوجھل تھیں۔ موجودہ انتخاب سے حقیقت آشکار ہوگئی کہ اردو کا دامن اس سلسلہ میں کتنا وسیع ہے۔ اردو کے تقریباً دوسو قدیم وجدید نامور شعراء کا بہترین کلام عجیب وغریب ترتیب کے ساتھ بارہ جلدوں میں پیش کیا گیا ہے۔ دوسری زبانوں میں اس سلسلہ کی نظیر نہیں ملتی۔ بڑے بڑے ادیب اور نقاد سخن نے داد بلکہ مبارک باد دی ہیں۔ یہ سلسلہ ۱۹۱۹ء سے بتدریج شائع ہوتا رہا اور ۱۹۲۴ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔

پہلا سیٹ معارف ملت چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

دوسرا سیٹ: جذبات فطرت

جلد اول...... اردو شاعری کے قافلہ سالار میر تقی میر، رفیع سودا کے کلام کا انتخاب ہے۔

جلد دوم...... مرزا غالب، ذوق، ظفر، حسرت موہانی کے کلام کا انتخاب ہے۔

جلد سوم...... تقریباً بیس قدیم ومستند اور باکمال شعراء کے کلام کا انتخاب ہے۔

جلد چہارم...... تقریباً ساٹھ جدید مشہور ومقبول شعراء کے کلام کا دلکش انتخاب ہے۔

تیسرا سیٹ: مناظر قدرت

جلد اول...... متعلق اوقات، صبح وشام، دن رات، دھوپ، چاندنی، موسم گرما، سرما، برسات اور بہار کے دلکش مناظر نظموں میں اس خوبی سے عکس فگن ہیں ان کو دیکھ کر طبیعت وجد کرنے لگتی ہے۔ نیچر پرستوں کے لئے یہ جلد قدرت کی دل فریبیوں کا بہترین موقع ہے۔

جلد دوم...... متعلق مقامات، آسمان، زمین، پہاڑ، جنگل، میدان، دریا، کھیت، باغات، شہر اور عمارات شاعروں نے ان سب کی ایسی تصویر کھینچی ہیں کہ نظمیں پڑھتے وقت گویا ہم آنکھوں سے ان کی سیر کر رہے ہیں۔

جلد سوم...... متعلق نباتات وحیوانات نے یعنی پھول پھل، کیڑے، پتنگے، تتلیاں، پرندے، چرندے وغیرہ ان سب کے متعلق نظمیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو کے شاعروں نے اشیاء قدرت کا کس حد تک مطالعہ کیا ہے اور مشاہدات میں کہاں تک جان ڈالی ہے۔

جلد چہارم...... متعلق عمرانیات ہندوستان کے تمدن، رسم ورواج، عید، تہوار، شادی، میلے ٹھیلے، کھیل تماشے،

بزم ورم کے حالات دل کو بے چین کر دیتے ہیں۔ شعر وسخن کا یہ عجیب دلکش انتخاب ہے۔ ان تینوں سیٹ کی پہلی بار ۱۹۱۹ء میں اشاعت کا آغاز ہوا تھا۔ تیسری بار محمد مقتدی خان شیروانی کے زیر اہتمام اشاعت ۱۹۲۴ء میں علی گڑھ سے شائع کئے گئے تھے۔ عطیہ قادریہ: یہ تحفہ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ میں یازدہم شریف میں بلا قیمت تقسیم ہوا۔

برقؔ کی تصانیف وتراجم کی تعداد

الیاس برقؔ نے اپنی تصانیف وتراجم کی تعداد چالیس بیان کی ہے اور مولانا منت اللہ صاحب نے برقؔ کی تصانیف کی تعداد ۴۹/ بیان کی ہے۔ برقؔ کی حیات میں ان کی کتابوں کے ناشر، ادارے، مکتبے اور مطابع مندرجہ ذیل تھے: ۱...... انجمن ترقی اردو اورنگ آباد حیدر آباد دکن۔ ۲...... دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن۔ ۳...... مکتبہ ابراہیمیہ حیدر آباد دکن۔ (عابد شاپ) ۴...... اختر دکن پریس، افضل گنج حیدر آباد دکن۔ ۵...... محمد الیاس، جام باغ ترپ بازار حیدر آباد دکن۔ (حیدر آباد میں قیام کے ابتدائی زمانہ میں پھر بیت السلام، سیف آباد۔) ۶...... محمد مقتدی خان شیروانی، منیجر مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ، مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی۔ ۷...... تاج کمپنی لاہور، کراچی۔
۸...... محمد اشرف لاہور۔

برقؔ کی فارمیسی اکسیر انسٹی ٹیوٹ حیدر آباد

جہاں برقؔ کے مجربات تیار ہوتے ہیں: ۱...... اکسیر کبیر: معدہ کی شکایات میں مفید ہے۔ ۲...... اکسیر آئل: جسم کے درد، ورم، نزلہ، زکام، انفلوئنزا میں مفید ہے۔ ۳...... اکسیر مرہم: جلدی امراض کیلئے مفید ہے۔ ۴...... اکسیر دندان: خوشبودار ٹوتھ پیسٹ، دانتوں کی شکایت میں مفید ہے۔ مزید برآں بعض موذی امراض جو بالعموم لاعلاج مانے جاتے ہیں۔ بالخصوص جذام، کینسر ایسے امراض کا بھی علاج بطور خاص کیا جاتا تھا۔
منتظمین: برقؔ برادران، بیت السلام سیف آباد حیدر آباد۔ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ فارمیسی اکسیر انسٹیٹیوٹ موصوف نے ۱۹۵۸ء میں یا اس سے کچھ عرصہ پہلے قائم کیا تھا۔

حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب دین پور شریف کی آمد

خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کا حلقہ ارادت سرگودھا، خوشاب، بھیرہ اور اس کے مضافات میں بہت ہی وسیع ہے۔ جو بانیٔ خانقاہ دین پور شریف حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے۔ حسب معمول بڑے حضرت سے لے کر حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ دین پور شریف تقریباً ہر سال اپنے متوسلین و متعلقین کے ہاں تشریف لے جانے کا معمول چلا آ رہا ہے۔ امسال بھی جمادی الاول کے آخری پندرہ دن میں بہاول پور، ملتان، چیچہ وطنی، لاہور، سرگودھا سے ہوتے ہوئے چناب نگر کے مدرسہ عربیہ ختم نبوت میں بھی تشریف لائے۔ تین راتیں قیام فرمایا۔ تینوں راتیں مجالس ذکر بھی منعقد ہوئیں۔ طلباء واساتذہ اور چنیوٹ وچناب نگر کے عوام حضرت کی زیارت اور شرف صحبت سے خوب بہرہ مند ہوئے۔

مشائخ تونسہ شریف کی تحریک ختم نبوت میں خدمات

قسط نمبر:3 مولانا عبدالعزیز لاشاری

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں خواجہ نظام الدین تونسویؒ نے نہ صرف سرپرستی فرمائی۔ بلکہ اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ اس تحریک میں بھرپور حصہ لو۔ کراچی میں خواجہ خان محمد تونسوی جا کر گرفتار ہو گئے۔ یہ خواجہ صاحب خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے پڑپوتے خواجہ موسیٰ کے پوتے اور خواجہ حامد صاحب کے بیٹے تھے۔ قادیانی نواز اخبار ’’ڈان‘‘ نے اس تحریک کے خلاف لکھا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ایک بیان ’’روزنامہ آزاد ۲۰ر جولائی ۱۹۵۳ء‘‘ میں دیا کہ ملک بھر کے اکابر اس تحریک میں شامل ہیں۔ مشائخ گولڑہ شریف، مشائخ سیال شریف، مشائخ تونسہ شریف ہمارے ساتھ ہیں۔ اس سے پہلے ۳ر مارچ بروز منگل ۱۹۵۳ء کو مسجد محمودیہ سے تحریک ختم نبوت کے ایک جلوس کا پروگرام تھا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اس دن سفر پر جانا تھا۔ مگر سفر پر جانے سے پہلے اپنے صاحبزادگان کو فرمایا کہ تم نے جا کر اس جلوس کی قیادت کرنی ہے۔ ۶ر مارچ ۱۹۵۳ء کو ڈیرہ غازی خان سے جمعۃ المبارک کے دن ایک بڑا جلوس تھا۔ اس میں باضابطہ تحریک شروع کرنی تھی۔ اس دن خواجہ غلام مرتضیٰ تونسوی کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازیخان کا صدر مقرر کیا گیا۔

۴ر اپریل ۱۹۵۳ء کو لاہور میں اکابر ختم نبوت کو فون کیا کہ صبح میں لاہور آرہا ہوں۔ فیروز خان نون وزیر سے اس تحریک کے بارہ میں ملاقات کروں گا۔ مولانا امیر محمد کندیاں شریف والے نے بیان کیا کہ خواجہ صاحب نے ۵ر اپریل بروز اتوار کو خواجہ قمرالدین سیالوی کو ساتھ لے کر ان کی کوٹھی پر ملاقات کی۔ مگر فیروز خان نون نے تحریک ختم نبوت میں تعاون کرنے سے انکار کر دیا۔ خواجہ صاحب اس پر سخت ناراض ہوئے۔ حالانکہ اس کے گھر والے ان بزرگوں کے مرید تھے۔

مولانا امیر محمد ہاشمی قریشی بن مولانا نور محمد فاضل دیوبند سکنہ کندیاں شریف حضرت خواجہ نظام الدین صاحبؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ جناب محمد رمضان متینی صاحب تونسوی نے مولانا قاضی عطاء محمد سکنہ بستی بخلانی تونسہ شریف استادزادہ مولانا عبدالستار شہلانیؒ سے پوچھا کہ آپ خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے مرید نہیں ہوئے۔ بلکہ خواجہ صاحب کے صاحبزادے خواجہ غلام معین الدین تونسوی کے مرید بن گئے۔ مولانا عطاء محمد صاحب نے فرمایا: دراصل خواجہ نظام الدین صاحب ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے دنوں میں کسی کو بھی مرید نہیں کرتے تھے۔ حضرت نے طے کر رکھا تھا کہ جب تک ظفر اللہ قادیانی وزیر خارجہ ہے میں کسی کو مرید نہیں کروں گا۔ حضرت خواجہ صاحب کا وصال ۸ر جون ۱۹۶۵ء کو ہوا۔

مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے۔ مگر اپنے آقا ﷺ کی شان میں اہانت کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتا۔ جب ۱۹۵۳ء میں منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک شروع ہوئی اور پکڑ دھکڑ کا آغاز ہوا تو

آبروئے مشائخ حضرت پیر صاحب تونسہ شریف حضرت خواجہ غلام نظام الدین تونسوی محمودی سلیمانی قدس سرہ نے پاکستان کے چوٹی کے مشائخ کرام سے بذات خود رابطہ قائم کیا اور انہیں احساس دلایا کہ ناموس رسالت کے ڈاکو اپنے مکروہ کرتوتوں میں مصروف ہیں۔ تمہاری خاموشی اور خواب غفلت اسلامیان پاکستان کو کس قدر عظیم نقصان سے دوچار کرے گی۔ دربار پیر پیران ملتان کے سجادہ نشین مخدوم شوکت حسین صاحب سے ملاقات کی۔ ملتان اسٹیشن پر پیر صاحب گولڑہ شریف سے طویل مذاکرات کئے۔ سیال شریف کے سجادہ نشین صاحب کو جھنجھوڑا۔ اس وقت کے گورنر جنرل غلام محمد کے پیر حضرت حیرت صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ چنیوٹ کے علاقہ میں دریائے چناب کے کنارہ پر حیرت صاحب کا ڈیرہ تھا۔ چنیوٹ سے وہاں تانگے پر گئے۔ بڑا تکلیف دہ اور دشوار راستہ تھا۔ جب وہاں پہنچے تو ان کے خلیفہ نے کہا ''مقام حیرت ہے کہ اس وقت حیرت صاحب نہیں ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑی۔'' پھر گڑ کی چائے سے مہمان نوازی کی۔ آپ نے خوشی کے ساتھ گڑ کا قہوہ نوش کرتے ہوئے فرمایا: مجھے سب کچھ برداشت ہے۔ مگر میں یہ نہیں دیکھنا چاہتا کہ فرنگی کے پروردہ سیدھے سادے مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے گرگٹ کا پارٹ ادا کریں۔ جب چنیوٹ سے واپس آئے تو افسران بالا کی کثرت کی وجہ سے شہر کے کسی ہوٹل میں بھی رہائش کی جگہ میسر نہ آئی۔ خوددار مرشد نے غلاموں کو بے وقت زحمت دینا مناسب نہ سمجھا۔ ایک معمولی ہوٹل کی چھت پر آپ نے بمعہ رفقاء بھوکے پیٹ رات گزاری۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ملتان واپسی پر میں نے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ ان علماء و مشائخ کو گڑھا کھود کر زندہ دفن کر دیا جائے۔ یہ کیسے مسلمانوں کے لیڈر ہیں جنہیں ناموس رسالت پر حملہ کرنے والوں سے غیرت نہیں آتی۔ یہ لوگ کس طرح اسلامیان پاکستان کی راہ نمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں؟ حضرت آبروئے مشائخ مرشد نظام نے انتہائی صبر و تحمل اور متانت و سنجیدگی سے فرمایا کہ مولانا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ نہیں آئے ان کی رائے اور مرضی۔ ہمیں کب کس نے روکا ہے؟ پھر مرد قلندر نے شخصی طور پر سول نافرمانی کی ٹھان لی اور حکومت کا مالیہ جو تقریباً چھ ہزار روپیہ تھا، دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا جو حاکم اپنے آقا و مولیٰ کی فرمانبرداری نہیں کر سکتے۔ ہمیں ان کی اطاعت کی ضرورت نہیں۔ حکومت نے وارنٹ جاری کر دئے۔ آپ نے فرمایا جو کرتے ہو، کرتے رہو۔ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دشمنان اسلام کے ساتھ گزارا کر سکوں۔

ان کے صاحبزادے حضرت خواجہ غلام معین الدینؒ کے بارہ میں تذکرہ خواجگان تونسہ کے مؤلف محمد رمضان معینی تونسوی تحریر کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی سے دلی نفرت آپ نے اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں پائی۔ آپ نے مختلف ادوار میں تحریک ختم نبوت میں بھرپور شرکت کی۔ اس کے علاوہ تونسہ میں جو جلوس مرزائیت کے خلاف نکلتے۔ وہ مسجد محمودیہ سے شروع ہوتے۔ یہ جلوس آپ کی زیر قیادت نکلتے۔ ربوہ اسٹیشن پر مسلمان طلبا کے ساتھ ناروا سلوک کے خلاف تونسہ میں ہڑتال رہی۔ جامعہ مسجد محمودیہ میں مرزائیوں کے خلاف تقاریر کی گئیں اور حکومت کی مرزائی نواز پالیسی کی پرزور تردید کی گئی۔ جب مرزائیوں کے خلاف معاشی بائیکاٹ کی تحریک چلائی گئی تو آپ نے حسب ذیل پیغام تحریر کروایا: ''حب الوطنی اور ایمانداری کا تقاضہ یہی ہے کہ جب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جاتا۔ اس وقت تک سوشل بائیکاٹ کی تحریک جاری رکھی جائے۔ حضرت پیر پٹھان کے آستانہ مقدسہ سے

وابستہ ہر پیر بھائی پر لازم ہے کہ اپنے مشائخ کی طرح غیرت مندی کا ثبوت دے کر تاریخ ساز کردار ادا کرے۔''

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے صاحبزادے خواجہ غلام معین الدین تونسوی کی طرف سے ماہنامہ رسالہ 'نظام الدین' ملتان میں اکتوبر ۱۹۷۴ء کو ایک پیغام تہنیت شائع کرایا کہ: ''انتہائی خوش نصیبی کی بات ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے ختم نبوت کے عیار ڈاکوؤں کو انجام تک پہنچتے دیکھ لیا۔ الحمدللہ! آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے متوسلین کو بڑھ چڑھ کر خوشی و مسرت حاصل ہوگی۔ کیونکہ پردادا سائیں حضرت خواجہ کریم تونسوی (خواجہ اللہ بخش تونسویؒ) کی جدوجہد رنگ لائی۔ دادا سائیں حضرت خواجہ رحیم تونسویؒ (خواجہ محمود تونسوی) کا تبلیغی گھراؤ کامیاب ہوا۔ حضرت بابا سائیں حضور قیم (خواجہ غلام نظام الدینؒ تونسوی) کی سول نافرمانی اور انتھک قربانی کو کامرانی نصیب ہوئی۔ عین مسرت کے عالم میں مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارا بزدل دشمن انتہائی شاطر و عیار ہے۔ اس کی رذیلانہ ریشہ دوانیوں سے مسلمان بھائیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے غیرت مند و جری مسلمان اپنے آپ کو چوکنا و ہوشیار رکھیں۔ ۲۱ر اگست ۱۹۶۱ء میں جب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا انتقال ہوا تو خود خواجہ صاحب بیمار تھے۔ لیکن اپنے دونوں صاحبزادوں خواجہ غلام معین الدین اور خواجہ فخر الدینؒ تونسوی کو امیر شریعت کے جنازے کے لئے تونسہ شریف سے ملتان روانہ کیا۔

۲۹ر جنوری ۲۰۱۲ء کو سردار امیر مند کے پوتے سردار امام بخش قیصرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی کے سامنے باب العلوم کہروڑپکا میں مسلمان ہوا تو اسی خوشی میں سردار امام بخش قیصرانی کے اعزاز میں کوٹ قیصرانی میں ۳۱ر مارچ ۲۰۱۲ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ختم نبوت کانفرنس رکھنی چاہی۔ اس کانفرنس کی سرپرستی کے لئے تحصیل تونسہ شریف کی جماعت کا ایک وفد خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے پوتے خواجہ غلام اللہ بخش کے پاس گیا کہ اس کانفرنس کی آپ سرپرستی فرمائیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے پوتے نے فرمایا ''جس دن آپ کی کانفرنس ہو رہی ہے۔ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا۔ میں عمرہ پر جا رہا ہوں۔ آپ اشتہار میں میری سرپرستی شائع کردیں۔ میں کانفرنس کی کامیابی کے لئے مدینہ منورہ میں جا کر دعا کروں گا۔'' اپنے پاس آئے ہوئے مہمانوں کو اور اپنے مریدوں سے فرمایا: ''دیکھو میرے دادا جان کی یہ جماعت آئی ہے۔'' حضرت نے پرسوز دعا فرمائی۔ الحمدللہ! یہ کانفرنس بڑی کامیاب ہوئی۔ تمام مکاتب فکر کے علماء نے شرکت کی۔ ان بزرگوں کی دعا کا ثمر ہے کہ سردار امام بخش قیصرانی کا دوسرا چچا زاد بھائی سردار قیصر وسیم خان قیصرانی بھی ۲۹ر نومبر ۲۰۱۳ء کو مسلمان ہوگیا۔ جاری ہے!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کروڑ لعل عیسن کا انتخاب

سرپرست: میاں محمد اکبر، امیر: مولانا قاری امان اللہ، نائب امیر: مولانا اللہ نواز، ناظم اعلیٰ: مولانا مفتی فاروق معاویہ، ناظم: مولانا عبدالرزاق، خازن: شیخ شعیب احمد، ناظم نشر و اشاعت: قاری حکیم اللہ، ناظم تبلیغ: اشتیاق احمد، زیر نگرانی: مولانا قاری عبدالشکور۔

شکیل بن حنیف اور مسیحیت ومہدویت کا دعویٰ

مولانا شاہ عالم گھورکھپوری نائب ناظم دارالعلوم دیوبند

ہندوستان صوبہ بہار میں ''شکیل بن حنیف'' نامی ایک نیا مدعی مہدویت اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ درپردہ لوگوں کو مرتد بنا رہا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عالم گھورکھپوری مدظلہ نے اس پر ایک پمفلٹ لکھا ہے۔ افادۂ عام کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ ادارہ!

''حامداً ومصلیاً ومسلماً۰ اما بعد۰ قال اللہ تعالیٰ: ومن یبتغ غیر الا سلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین (آل عمران:۸۵)'' ﴿اور جوکوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین، سواس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔ یعنی نجات نہ پائے گا۔﴾

محمد ﷺ پر نازل شدہ تمام اصول وقوانین کو مان کر اس پر عمل کرنے کا نام ''اسلام'' ہے اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے قوانین واصول میں سے کسی ایک چیز کا بھی اگر کوئی انکار کردے تو اس کا نام کفر یعنی ''غیراسلام'' ہے۔ کچھ لوگ ماننے کی بات تو کرتے ہیں لیکن بے جا تاویل وحجت کے ذریعہ مانتے ہیں اور اپنی غلط بات کو حق منواتے ہیں تو ایسے لوگوں کو ''زندیق'' کہا جاتا ہے۔ آیت کریمہ میں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا قانون اپناتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک مقبول نہیں۔ مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی خسارہ اٹھائے گا۔ مسلمانوں کے خلاف یہود ونصاریٰ کی ناپاک سازشوں کی ایک کڑی جگہ جگہ جھوٹے مدعیان مہدویت کا کھڑا ہونا بھی ہے۔ اب مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ کس طرح یہود ونصاریٰ کے ناپاک منصوبوں کو ناکام بنائیں گے؟ نیز اس سلسلہ میں ہر مسلمان پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور کس طرح وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں گے؟ اپنی غلط بات کو کھینچ تان کر سچ اور حق کہلوانے والے زندیقوں میں سے ایک کا تذکرہ پیش خدمت ہے:

جھوٹے مدعیان مہدویت کی بہتات: روزنامہ امت کراچی، ۳۰ راپریل ۲۰۱۳ء کی مطبوعہ رپورٹ کے مطابق فریب کاری اور جعل سازی اتنی بڑھ چکی ہے کہ ایران کی جیلوں میں اس وقت ساڑھے تین ہزار سے زائد ایسے افراد ہیں جنہوں نے گزشتہ چھ برسوں کے دوران امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ جیلوں سے باہر ان ساڑھے تین ہزار کذابوں کے لاکھوں حواری موجود ہیں۔ اخیر میں اخبار نے اس بات کا بھی تحقیقی انکشاف کیا ہے کہ یہ سب کے سب یہودی ہیں یا یہودی ایجنٹ ہیں۔ ہندوستان بھی سودائیوں سے خالی نہیں رہتا۔ تقریباً ہر سال کسی نہ کسی علاقے میں بنام مہدی دوچار قسمت آزمانے والے پیدا ہوہی جاتے ہیں۔ اب کیا کیا جائے اور کیا کہا جائے ایسے بدنصیبوں کو جو پیدا ہوتے ہیں مسلمان گھرانے میں لیکن آئے دن پیدا ہونے والے فتنوں کا شکار ہوکر اپنا دین وایمان کھو بیٹھتے ہیں۔ جھوٹے مدعیان کی شکست وریخت سے سبق حاصل نہیں کرتے اور آسانی سے ہر نئے فتنے کے ہاتھوں ایمان بیچ بیٹھتے ہیں۔ سید محمد جونپوری، ملا محمد اٹکی، علی محمد باب، مرزا یحییٰ صبح ازل، بہاء اللہ ایرانی، مرزا غلام احمد

قادیانی، صدیق دیندار، گوہر شاہی پاکستانی، وغیرہ جھوٹے مدعیان مہدویت کے پیروکاروں کی بھی کمی نہیں۔ خدا معلوم ابھی کونسی کسر رہ گئی تھی کہ ایک صاحب ''شکیل بن حنیف'' نامی بھی دربھنگہ بہار سے دعویٔ مہدویت کے میدان میں آچکے۔ کذب وافتراء میں یہ اپنے پہلوں سے کس قدر چھوٹے یا کس قدر بڑے ہیں۔ یہ تو وقت بتائے گا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بھی یہودیوں کے آلہ کار ہیں۔ دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ نوجوانوں کا ایک طبقہ دنیاوی تعلیم میں تو آسمان پر کمندیں ڈالنے والا ہوتا ہے، لیکن دینی مزاج وتعلیم سے بیگانگی کے سبب پڑھے لکھے ہونے کے باوجود بڑی آسانی سے کہیں مرزا قادیانی کا اور کہیں شکیل بن حنیف جیسے احمقوں کا پیروکار بن کر جہنم کا ایندھن بن رہا ہے۔

فتنوں کی نسبت شریعت اسلامیہ کا اصول: ناظرین کرام! ایک طرف ایمان کے ان غارت گروں کے متعلق عقل یہ کہتی ہے کہ ان کا جواب خاموشی میں ہی ہے۔ اس لئے کہ ان کی تحریروں کو پڑھ کر نہیں سمجھ میں آتا کہ پڑھا لکھا تو دور کوئی جاہل مسلمان بھی ان کے قریب ہوگا۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی تحریروں کے مطابق ۱۹۹۱ء سے یعنی آج سے بائیس سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کو ہے۔ جس میں یہ فتنہ زیر زمین اپنے ہاتھ پاؤں پھیلانے میں مصروف ہے۔ جگہ جگہ سے اطلاعات مل رہی ہیں کہ پہلے تبلیغی جماعت سے وابستہ کچھ مسلمان اس کا شکار ہوئے۔ لیکن اب یونیورسٹی اور کالج کے مسلمان لڑکے زیادہ تر اس کا شکار ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ادھر یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ جدید مہدی اپنے گھروندے سے باہر نکلتا ہی نہیں۔ اس کا پہلا اصول یہ ہے کہ اس کو ماننے والا شخص کسی بھی عالم دین سے رابطہ نہیں رکھے گا۔ نہ کسی عالم سے بات کرے گا۔ اس نے اس راز کو پہلے سے بھانپ لیا ہے کہ باہر نکلنے کے بعد اس کی حقیقت وحیثیت ہر خاص وعام پر واضح ہوجائے گی۔ چنانچہ اپنے لئے اس نے یہی حکمت تجویز کر رکھی ہے کہ علماء اسلام کے آہنی پنجوں سے بچنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ زیر زمین رہ کر اپنی دکان چلاؤ۔ ان حالات میں اس فتنے کو اپنی موت مرنے کا انتظار اس لئے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ بھی قادیانیت کی طرح مسلمانوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنے گا۔ علاوہ ازیں شریعت کا اصول ومزاج بھی یہ ہے کہ فتنوں کو ایسا سمجھا جائے جیسے کہ آگ کی چنگاری۔ وہ بھی اپنے اندر وہی قوت رکھتی ہے جو بڑی سے بڑی آگ میں ہے۔ لہٰذا فتنوں کے خلاف کوئی منصوبہ بندی نہ کرنا بذات خود دانشمندی کے خلاف ہے۔ احادیث شریفہ میں بارہا فتنوں سے خدا کی پناہ مانگنے کی تاکید ہے۔ امت کو یہی پیغام دیا گیا ہے۔ اب جب کہ شکیل بن حنیف کا فتنہ ہونا اور اس کی فتنہ پردازی واضح ہوگئی تو اس کے تعاقب وتردید میں خاموش بیٹھنے کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔

نادیدہ قوتوں کی کرشماتی دنیا: آج کل جگہ جگہ یہ پڑھنے کو ملے گا کہ یہود ونصاریٰ کی ماورائی طاقتوں اور نادیدہ قوتوں کا شکار ہوکر بہت سے لوگ مہدویت، کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن یہ ''ماورائی طاقت'' کیا ہے اور یہ جھوٹے مدعیان مہدویت ومسیحیت کیسے اور کہاں سے پیدا ہورہے ہیں اور ماورائی قوتیں کس انداز میں اپنا کام کرتی ہیں۔ اس لئے ایک عالم دین کا انکشاف ملاحظہ کیجئے:

مائیکرو چپس: یہود کی کوششیں بھرپور طریقے سے جاری وساری ہیں۔ ایسی چپ (Chip) ایجاد ہوگئی ہے جس سے ہائی فریکوئنسی مائیکرو ویز خارج ہوتی رہتی ہیں۔ یہ چپ کسی کے بدن میں چپکادی جائے تو اس کے دماغ

میں آوازیں گونجنے لگتی ہیں۔ وہ انسانی روبوٹ کی طرح ہر حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اگر اسے شراب یا منشیات کا عادی بنا دیا جائے یا جادو ٹونے سے اس کی قوت ارادی توڑ کر اسے نفسیاتی مریض جیسا کر دیا جائے تو اس کے ذہن کو کنٹرول کرنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے اور اس سے مرضی کا کام کروانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ وہ سب کچھ کرتا چلا جاتا ہے اور اسے خبر نہیں ہوتی کہ میں کیا کر گزرا؟۔ ایم کے الٹرا کا راز فاش ہونے کے بعد اگلا پروجیکٹ "EDOM" کے تحت چلایا جارہا ہے۔ اس سے مراد "Electronic Dissolution Memory" ہے۔ EDOM کا ایک حصہ یہ ہے کہ انسانوں کو اغوا کر کے ان میں مائیکرو چپس کی پیوند کاری کی جائے۔ ان چپس کو انجینئروں کے ایک "کنسورشیم" نے ترقی دے کر اس ٹیکنالوجی کی چوٹی تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ سویڈن جیسے ملک کا قصہ ہے۔ جو بے خبر انسانوں کے ساتھ خفیہ شیطانی کھیل کی بدترین مثال ہے۔

رابرٹ نیز لینڈ اشاک ہوم کا رہنے والا تھا۔ وہ مارکیٹنگ کے شعبے سے وابستہ ایک تعلیم یافتہ انسان تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا۔ بیماری اتنی سنگین نہ تھی۔ پھر بھی اسے آپریشن کا "مشورہ" دیا گیا۔ وہ ایک مقامی ہسپتال میں چھوٹے سے آپریشن کے لئے گیا۔ آپریشن کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اس کی شخصیت تبدیل ہو رہی ہے۔ عجیب وغریب خیالات اس کے ذہن میں اتر رہے ہیں۔ اس کے دماغ میں آوازیں گونجتی رہتی ہیں۔ گویا وہ کہیں سے بھیجے گئے سگنل کیچ کر رہا ہے۔ اس نے یہ بھی بھانپ لیا کہ اس کا پیچھا کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ خفیہ طور پر اس کی حرکات وسکنات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ جب صورت حال زیادہ خراب ہو گئی تو اس نے ایکسرے کرانے کا فیصلہ کیا۔ ایکسرے میں دکھائی دیا کہ اس کے دائیں نتھنے میں ایک ٹرانسمیٹر نصب ہے۔ وہ بھونچکا ہو کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ سب کیا ہے اور اس کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟۔ اسے یوں لگا جیسے اس کی ناک میں نکیل ڈال دی گئی ہے۔ وہ کسی نادیدہ قوت کا غلام ہو گیا ہے۔ اس نے خاموشی سے یہ ٹرانسمیٹر نکلوایا اور اس کا تجزیہ کرانے کے لئے ایک لیباٹری میں لے گیا ہے۔ وہاں سے اسے کہا گیا کہ دس دن کے بعد واپس آئے اور پھر دس دنوں کے بعد کیا ہوا؟ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں؟ ٹرانسمیٹر گم ہو چکا تھا۔ لیباٹری سے ہسپتال اور ہسپتال تک پھیلا ہوا "یہودیوں" کا جال منظم ہو کر کام کر رہا تھا۔ (خلاصہ: دجال ج ۲ ص ۶۳ تا ۶۹ مفتی ابولبابہ شاہ منصور)

ناظرین! یہ واقعہ اگرچہ کسی اور ملک کا ہے۔ لیکن شکیل بن حنیف یا اس زمانہ کے دوسرے سودائیوں کے حالات کو دیکھا جائے تو پورے اعتماد کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہی طریقہ کار یا اس سے ملتا جلتا کوئی نیا طریقہ اپنا کر شکیل بن حنیف جیسوں کو اپنا شکار بنایا جاتا ہے اور شکار ہونے والا یہ سمجھتا ہے کہ اسے خدائی احکامات مل رہے ہیں۔ فرشتے اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ ذمہ داریاں سونپی جارہی ہیں۔ گویا کہ کسی نادیدہ مخلوق سے وہ اپنا گہرا رشتہ سمجھتا ہے۔ لیکن وہ کبھی بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کسی ایسی قوت کا شکار اور آلۂ کار بن چکا ہے جس کو اس میدان میں بڑی مہارت حاصل ہے۔ اسی لئے حقیقت کی دنیا میں بحث ومباحثہ کے وقت وہ ذلیل ہوگا، رسوا ہوگا، لاجواب ہوگا، سب کچھ ہوگا مگر اپنے دعاوی سے دست بردار کبھی نہ ہوگا اور یہی تو وجہ ہے کہ احادیث میں ہمہ وقت فتنوں سے خدا کی پناہ مانگنے کی تاکید آئی ہے۔ **اللهم اهدنا الصراط المستقيم!**

ایک اور کذاب

جناب محمد متین خالد

امریکہ سمیت پورا مغرب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری طرح صف آراء ہو چکا ہے۔ وہ مسلمانوں کی مقدس ترین ہستی حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کرنے والوں کی بھرپور سرپرستی اور معاونت کرتا ہے۔ ایسا ہی مظاہرہ اُس نے حال ہی میں نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنے والے گستاخ رسول اصغر کذاب کے معاملے پر کیا۔ ۲۳ رجنوری ۲۰۱۴ء کو ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی جناب محمد نوید اقبال نے برطانوی نژاد جھوٹے مدعی نبوت اور گستاخ رسول اصغر کذاب کو توہین رسالت ﷺ کا جرم ثابت ہونے پر سزائے موت اور دس لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ اصغر کذاب برطانیہ کے شہر ایڈنبرگ سکارٹ لینڈ Edimburgh Scotland کا رہائشی ہے۔ چند سال پہلے اُس نے راولپنڈی میں رہائش اختیار کی۔ تفصیلات کے مطابق ستمبر ۲۰۱۰ء میں راولپنڈی کے پوش ایریا گلزار قائد سے ملحق ایئرپورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کے رہائشی برطانوی نژاد اصغر نے اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کی جسارت یہاں تک بڑھی کہ وہ خود کو ''محمد رسول اللہ'' کہتا۔ (نعوذ باللہ) اس سلسلہ میں اُس نے باقاعدہ اپنے ویزیٹنگ کارڈ اور لیٹر پیڈ چھپوار کھے تھے جو سادہ لوح مسلمانوں میں تقسیم کرتا اور اپنی تعلیمات کی دعوت دیتا۔ ملعون اصغر کی اس ناپاک جسارت پر علاقہ بھر کے مسلمانوں میں شدید اشتعال پھیلا۔ غیرت وحمیت کے پیکر ملک محمد حفیظ اعوان نے ملزم کے خلاف اندراج مقدمہ کی درخواست دی۔ چنانچہ ۲۲ ستمبر ۲۰۱۰ء کو تھانہ صادق آباد ایئرپورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی پولیس چوکی نے ملزم کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ C-295 اور ایف آئی آر نمبر 842/10 کے تحت باقاعدہ مقدمہ درج کر کے اُسے گرفتار کر لیا۔ دوران تفتیش ملزم نے اعتراف کیا کہ وہ اللہ کا نبی اور رسول (نعوذ باللہ) ہے۔

اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ راولپنڈی اور اُس کے مضافات میں یا رسول اللہؐ کے جتنے بھی سائن بورڈ لگے ہوئے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بنوائے اور لگوائے ہیں۔ پولیس نے ملزم کے اس اعترافی بیان کی باقاعدہ ایک ویڈیو بنوائی تاکہ وہ عدالت میں اپنے اس بیان سے منحرف نہ ہوسکے۔ پولیس نے مقدمہ کا چالان مکمل کر کے ملزم کو اڈیالہ جیل بھجوا دیا۔ ملزم کی طرف سے کئی وکلاء پیش ہوئے جن میں سابق گورنر پنجاب لطیف کھوسہ کی صاحبزادی بیرسٹر سارہ بلال پیش پیش تھی۔ سارہ بلال نے کیس کی سماعت کے دوران کئی مرتبہ جج صاحب سے نہایت بدتمیزی کا رویہ اختیار کیا جس پر انہوں نے بے حد رواداری اور برداشت کا مظاہرہ کیا۔ مقدمہ کو 3 سال تک غیر ضروری طوالت دینے، جج صاحب کو نفسیاتی طور پر مرعوب کرنے، اسلام دشمن قوتوں کے ایجنڈے پر کام کرنے والی ڈالرائزڈ این جی اوز کے بے بنیاد واویلا کرنے اور بین الاقوامی میڈیا کے ذریعے مقدمہ پر اثر انداز ہونے کے کئی منفی ہتھکنڈے آزمائے گئے۔ عدالت میں ملزم کی طرف سے مؤقف اختیار کیا گیا کہ وہ پاگل پن کی بیماری Paranoid Schizophrenia کا مریض ہے۔ اس پر محترم جج صاحب نے ملزم کے دماغی معائنہ کے لیے ایک بورڈ تشکیل دینے کا حکم دیا جس پر ماہر ڈاکٹروں پر مشتمل ایک بورڈ نے ملزم

کا مکمل طبی معائنہ اور ٹیسٹ وغیرہ کیے۔ میڈیکل بورڈ نے ملزم کی ذہنی حالت بالکل تسلی بخش قرار دیتے ہوئے اُسے ایک صحت مند نارمل شخص قرار دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام آباد کے پوش ایریاز میں ملزم نے کروڑوں روپے کی مہنگی ترین چھ کوٹھیاں خریدی ہیں جن کی رجسٹریاں باقاعدہ اُس کے نام ہیں۔ یہاں تو اُس کی نام نہاد بیماری نے کوئی غلطی نہیں کی۔ ملزم کی روزمرہ کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس سے اُس کا پاگل پن ثابت ہو۔ لیکن جب شانِ رسالت ﷺ میں توہین کا مقدمہ درج ہوتا ہے تو ایسے ملزم کو پاگل پن کی بیماری کا شکار قرار دے کر اُسے بچانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔

ایک موقع پر جب عدالت نے ملزم کے اعتراف جرم کی ویڈیو طلب کی تو پتا چلا کہ متنازع ویڈیو ریکارڈ سے غائب ہے۔ کافی تگ و دو کے بعد اس متنازع ویڈیو کا سراغ ملا اور "اوپر" سے حکم آیا کہ یہ ویڈیو عدالت کے علاوہ کہیں استعمال نہ ہو گی کیونکہ اس سے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس کیس کی سب سے بڑی خوبی اس کی غیر جانبدارانہ اور شفاف ترین تفتیش ہے جو انتہائی ایماندارانہ شہرت کے حامل پولیس آفیسر جناب زراعت کیانی ایس پی نے کی۔ قانون توہین رسالت کے مخالفین کا مطالبہ تھا کہ اس قانون کے تحت درج کیے گئے مقدمہ کی تفتیش ایس ایچ او وغیرہ نہ کرے بلکہ ایس پی کے عہدہ کا حامل آفیسر اس کی تفتیش کرے۔ مشرف دور میں یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا اور اب اس قانون کے تحت درج کیے گئے ہر مقدمہ کی تفتیش ایس پی کے عہدہ کے برابر پولیس آفیسر کرتا ہے۔ چنانچہ اس کیس کی تفتیش بھی ایک ایس پی نے کی اور اپنی تفتیش میں انہوں نے ملزم اصغر کو توہین رسالت کا مرتکب قرار دیا۔ فیصلہ میں لکھا تھا: "مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C کے احکام نے یہ بات ممکن بنا دی ہے کہ ملزموں کا عدالتی طریقہ کار سے مواخذہ کیا جا سکے اور معاشرہ میں یہ رجحان پیدا کر دیا ہے کہ قانونی کارروائی کا سہارا لیا جائے۔ تعزیرات پاکستان کی محولہ بالا دفعہ کے تحت مقدمے کے اندراج سے ملزم کو ایک عرصہ حیات میسر آ جاتا ہے۔ اس امر کے پورے مواقع کے ساتھ کہ وہ اپنی پسند کے وکیل کے ذریعے عدالت میں اپنا دفاع کرے اور سزایابی کی صورت میں اعلیٰ عدالتوں میں اپیل، نگرانی وغیرہ جیسی دادرسی کا فائدہ اٹھائے۔ کوئی بھی شخص، کجا ایک مسلمان، ممکنہ طور پر اس قانون کی مخالفت نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ من مانی کا سدباب کرتا ہے اور قانون کی حکمرانی کو فروغ دیتا ہے۔ اگر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C کے احکام کی تنسیخ کر دی جائے یا انہیں دستور سے متصادم قرار دے دیا جائے تو معاشرہ میں ملزموں کو جائے واردات پر ہی ختم کرنے کا پرانا دستور بحال ہو جائے گا۔"

(پی ایل ڈی ۱۹۹۴ء لاہور ص ۴۸۵) ۲۲ رجنوری ۲۰۱۴ء کو ملزم نے عدالت کے سامنے اپنے نبی ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے جج صاحب سے درخواست کی کہ اُسے اعتراف جرم کرنے پر کم سے کم سزا سنائی جائے۔ جج صاحب نے ملزم سے دریافت کیا کہ کیا آپ یہ بات ہوش و حواس میں کہہ رہے ہیں؟ ملزم نے کہا جی سر! میں یہ سب سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔ اس پر جج صاحب نے ملزم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنا یہ اعترافی بیان کاغذ پر تحریر کر دے۔ اس پر ملزم اصغر نے عدالت کے روبرو اپنے نبی ہونے کا اعترافی بیان کاغذ پر تحریر کر کے اُس پر اپنے دستخط بھی ثبت کر دیے۔ جج صاحب نے ملزم کے وکیل کو گواہ بناتے ہوئے اُس کے دستخط بھی اس بیان پر کروا لیے۔ بعد ازاں جج صاحب نے رائٹنگ ایکسپرٹ سے ان کے دستخط کے اصل ہونے کا سرٹیفکیٹ لیا۔ چنانچہ ۲۳ رجنوری ۲۰۱۴ء کو جج صاحب نے فریقین کے وکلاء کی بحث مکمل ہونے اور دیگر قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد شام ۴ ربجے اڈیالہ جیل میں ملزم کو سزائے موت دینے کا حکم سنایا۔ اس کے چند دن بعد ملزم کے وکلاء نے اس کی سزا کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔

مقدمہ کی سماعت کے دوران ملزم اور اس کے سرپرستوں کی طرف سے کیس پر اثر انداز ہونے کی بھرپور کوششیں کی گئیں۔ ہر پیشی پر برطانوی ہائی کمیشن کی طرف سے ماڈریٹ اور بااثر خواتین کی ایک کثیر تعداد عدالت میں موجود ہوتی اور مقدمہ کی سماعت میں بلاوجہ رکاوٹ ڈالتی۔ یہاں تک کہ ۲۳ نومبر ۲۰۱۲ء کو برطانوی ہائی کمیشن نے کیس میں براہ راست مداخلت کرتے ہوئے ملزم کی رہائی کے لیے لاہور ہائی کورٹ کے ایک معزز جج کو خط لکھا جسے فاضل جج نے کیس کا حصہ بناتے ہوئے سیشن جج کو کوئی دباؤ قبول کیے بغیر سماعت جاری رکھنے کا حکم دیا۔ دریں اثنا حقوق انسانی کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اصغر کذاب کو ضمیر کا قیدی قرار دے کر حکومت پاکستان سے اس کی غیر مشروط فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کا کہنا ہے کہ اصغر کذاب کو حقوق انسانی کے تحت آزادیٔ اظہار رائے کا حق ہے اور اس پر کوئی جرم نہیں بنتا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ حکومت پاکستان اس بات کو یقینی بنائے کہ آئندہ ایسے واقعات پر کسی ملزم کے خلاف نہ پرچہ درج ہو اور نہ کسی کو سزا دی جائے۔ ایڈنبرگ سے رکن پارلیمنٹ شیلا گلھور نے پارلیمنٹ کے اجلاس میں برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ پارلیمنٹ کو یقین دہانی کروائیں کہ سزائے موت کے مرتکب برطانوی شہری اصغر کو برطانیہ واپس لایا جائے گا۔ جس کے جواب میں کیمرون نے پارلیمنٹ کو یقین دلایا کہ وہ اصغر کو ہر حال میں واپس لائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نژاد برطانوی شہری کو توہین مذہب کے جرم میں سزائے موت سنائے جانے پر وہ شدید تحفظات رکھتے ہیں۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق ڈیوڈ کیمرون نے پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے حکومت پاکستان کو اپنے خیالات سے آگاہ کر دیا ہے کہ وہ برطانوی شہری اصغر کو موت کی سزا سنائے جانے پر سخت پریشان ہیں۔ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات بھی ہوئی ہے، اُمید ہے حکومت پاکستان ہمارے شہری کو رہا کر دے گی۔ اصغر کذاب کو بچانے کے لیے قادیانی اور عیسائی لابی بے حد متحرک ہو گئی ہے۔ تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ مغرب میں ملزم کی رہائی کے لیے ایک دستخطی مہم چلائی جا رہی ہے جس پر اب تک سات ہزار سے زائد افراد نے دستخط کیے ہیں۔ یہ یادداشت امریکی صدر اوباما سمیت دنیا بھر کے بااثر افراد کو بھجوائی جائے گی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علمائے کرام کے دورے

مولانا اللہ وسایا نے دارالعلوم کبیروالا، جامعہ رشیدیہ، جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال، تونسہ شریف، جامعہ حنفیہ بورے والا اور دیگر علاقوں ا کے جامعات میں بیان کیا اور چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی بھی ساتھ تھے۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کراچی، حیدرآباد، کوئٹہ، لورالائی، ژوب کے مدارس کا دورہ کیا اور بیانات فرمائے۔ مولانا توصیف احمد، مولانا محمد یونس ان کے ساتھ رہے۔ مولانا محمد علی صدیقی نے میرپور خاص، ٹنڈو اللہ یار، تھرپارکر کے مدارس میں بیانات فرمائے۔ مولانا مختار احمد، مولانا توصیف احمد کی معیت رہی۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے رحیم یار خان، خان پور، لیاقت پور، صادق آباد کے مدارس میں بیان کیا۔ مولانا محمد اسحاق ساقی نے دارالعلوم مدنیہ، دارالعلوم اسلامی مشن، جامعہ نظامیہ، جامعہ اسعد بن زرارہ بہاول پور سمیت اپنے ضلع کے مدارس میں بیان کیا۔ مولانا محمد قاسم رحمانی نے جامع العلوم بہاول نگر، جامعہ صدیقیہ عباسیہ تخت آباد، جامعہ صدیقہ ہارون آباد، جامعہ قاسم العلوم فقیروالی اور دیگر مدارس میں بیان فرمایا۔

قادیانیوں سے بائیکاٹ کیوں؟

قسط نمبر:3　　　　　　　　　　　　　　مولانا غلام رسول دین پوری!

جھوٹے مدعیان نبوت کی سزا

آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان جھوٹے مدعیان نبوت کی انوکھی سزا ذکر فرمائی ہے کہ:ا......موت کی سختی میں وہ مبتلا ہوئے ہیں۔۲......فرشتے ان کے چہروں اور پشتوں پر جہنم کے گرز مارتے ہیں۔ان کی روح جسم میں گھبرا کر ادھرادھر دوڑتی ہے۔مگر نکل نہیں پاتی تو فرشتے خودان کی روح (اس کی ناپاکی کی وجہ سے) نہیں نکالتے بلکہ ان کی طرف اپنے ہاتھ بڑھا کر کہتے ہیں:"اخرجوا انفسکم "(کہ اپنی روحیں خود نکال کردو!) یہ ان کے لئے خدا کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ ہوتی ہے کہ کیسے جھوٹے دعوے کیا کرتے تھے؟ اب اس عذاب سے اپنی جان چھڑا کر دکھاؤ! اگر تمہیں قدرت ہے تو۔۳......پھر فرشتے فرماتے ہیں"الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن اٰیتہ تستکبرون "آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا دو سببوں سے۔ا......اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بولتے تھے (جیسا کہ مرزا کا جھوٹ سابقہ عبارات سے معلوم ہو چکا ہے۔) ۲......اس سبب سے کہ تم اللہ کی آیات (قرآن) سے تکبر کرتے تھے۔اب دیکھتے ہیں کہ مرزا کا اس دنیا سے آنجہانی ہونے کے وقت کیا بنا؟۔

مرزا کے ہوش اڑ گئے

ملاحظہ فرمائیں مرزا قادیانی کی اہلیہ کی مستند روایت سے! مرزا بشیر احمد لکھتا ہے: "والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور اس میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ۔میں نے کہا نہیں، میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا، مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے۔اور میں پاؤں دباتی رہی۔مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔" (سیرت المہدی ص۱۱،۱۲ ج اول روایت نمبر۱۲)

حضرات ناظرین! خدارا بتائیں! کیا کسی خدا کے پیغمبر کی موت ایسے آیا کرتی ہے یا کسی پیغمبر کو ایسی موت ملی؟ اللہ تعالیٰ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش پیغمبروں کی ایسی سنہری اور خوبصورت موت آئی کہ اولین وآخرین اور خدا تعالیٰ کے ان گنت فرشتے بھی رشک کرتے رہ گئے۔ وہ صرف ان کی خصوصیت رہی ایسی موت اللہ تعالیٰ نے کسی فرد بشر کو عطا نہیں فرمائی۔ مگر جس طرح مرزا کو موت آئی یہ صرف اس کا مقدر تھا یا پھر اس کی امت اور ذریت کا ہوسکتا ہے۔ باقی قبر اور آخرت میں کیا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم یا پھر مرزا کو۔ قیامت کے دن تو سبھی مشاہدہ کرلیں گے۔ یاد رکھیں۔ شاید مرزائی حضرات کو یہ اشکال ہو کہ آیت مبارکہ کی وعید بلاوجہ مرزا غلام احمد قادیانی پر چسپاں کی جارہی ہے۔ یہ تو اسود و مسیلمہ کے لئے ہے تو ان کے اشکال کو دور کرنے کے لئے صرف ایک حوالہ درج کردیتا ہوں۔
آیت مذکورہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی (المتوفی ۷۲۵) نے لکھا ہے:

’’وقد دخل فی حکم هذه الآیة کل من افتریٰ علی الله کذبا فی ذلك الزمان وبعده‘‘ (تفسیر الخازن ص۱۳۶ ج۲) کہ اس آیت کے حکم میں ہر وہ شخص داخل ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے خواہ وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ہو آپ ﷺ کے زمانہ کے بعد کا ہو۔

یہ عبارت بتلا رہی ہے کہ آیت مبارکہ کا حکم قیامت تک کے جھوٹے مدعیان نبوت کو شامل ہے جس میں مرزا قادیانی علی وجہ الکمال والتمام داخل ہے۔ اب اسی آیت کی مناسبت سے ’’علامہ انور شاہ کشمیریؒ‘‘ کا واقعہ نقل کیا جاتا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب ’’اکفار الملحدین‘‘ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا ایک ملحد سے سابقہ

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ ایک قادیانی ملحد سے سابقہ پڑا۔ اس ملحد نے کہا: ہمارا تو قرآن پر ایمان ہے اور قرآن میں آیا ہے ’’ومن اظلم ممن منع مساجد الله‘‘ ﴿اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں میں داخل ہونے سے روکے اور منع کرے۔﴾ حضرتؒ نے اس کے جواب میں فرمایا: ہمارا بھی قرآن پر ایمان ہے اور قرآن میں آیا ہے ’’ومن اظلم ممن فتریٰ علی الله کذبا اوقال اوحی الیّ ولم یوح الیه شیٔ‘‘ ﴿اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر بہتان لگائے (کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے) یا یہ کہے کہ میرے پاس وحی بھیجی گئی ہے، حالانکہ اس کے پاس وحی نہیں بھیجی گئی۔﴾ یہ آیت سن کر وہ کافر ایسا مبہوت ہوا گویا اسے سانپ سونگھ گیا۔ (اکفار الملحدین ص۳۲۱ حاشیہ)

دوسرا واقعہ

اس طرح کا دوسرا واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ: ’’یہ یوپی کے مشہور شہر میرٹھ کا واقعہ ہے کہ وہاں کے مسلمانوں نے قادیانیوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روک دیا تھا کہ تم مسلمان نہیں، کافر ہو! تم مسجد میں داخل نہیں ہوسکتے۔ مرزائیوں نے مسلمانوں کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کردیا، حاکم عدالت ایک عیسائی جج تھا، اس نے کہا: میں فریقین کے علماء کے بیانات سننا چاہتا ہوں! چنانچہ مرزائیوں کے بڑے بڑے مناظر جمع ہوگئے۔ اور عدالت میں مناظرہ طے پایا، مسلمانوں نے حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو دیوبند سے طلب کیا۔ آپؒ معاملہ کی نزاکت

محسوس کرتے ہوئے مقررہ تاریخ پر میرٹھ تشریف لے گئے۔ مرزائیوں کی طرف سے ایک پرانا گھاگ مشہور و معروف مرزائی مناظر تھا اس نے عدالت کے کمرے میں بڑے جوش و خروش کے ساتھ مذکورہ بالا پہلی آیت "ومن اظلم ممن منع مساجد الله" پڑھی اور کہا کہ ہم مسلمان ہیں مگر ہمارے مخالف ہمیں مسجد میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ یہ اقدام قرآن کے حکم کے صریح خلاف ہے، حضرت شاہ صاحبؒ نہایت آہستگی اور متانت و وقار کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اس کے جواب میں مذکورہ بالا دوسری آیت "ومن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبا...... الخ" پڑھ دی اور فرمایا کہ تم مسلمان نہیں ہو اس لئے کہ تم مرزا غلام احمد کو صاحب وحی والہام نبی مانتے ہو۔ اس لئے اس آیت کریمہ کی رو سے مرزا بھی کافر اور تم بھی کافر، لہٰذا تمہیں مسجد سے روکنے میں مسلمان بالکل حق بجانب ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ "انما یعمر مساجد الله من اٰمن بالله والیوم الاٰخر" ﴿کہ اللہ کی مساجد تو صرف وہی آباد کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔﴾ اس آیت میں مسجد میں داخل ہونے کے حق کو مؤمنوں میں محدود و منحصر کر دیا ہے۔ لہٰذا مسلمان قرآن کے اس صریح حکم پر عمل کر رہے ہیں۔ اس لئے بحکم قرآن تم مسجد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ تقریر اور قرآن پاک سے مضبوط استدلال سن کر اس کہنہ مشق مرزائی مناظر کی ایسی ہوا نکلی کہ جواب میں ایک لفظ کہے بغیر جوتے بغل میں داب کر یہ جا وہ جا۔ جج نے مقدمہ خارج کر دیا۔"

قارئین کرام! ان دو واقعوں اور سابقہ تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر، دجال وکذاب اور بہت بڑا ظالم ہے۔ اور اس کو ماننے والے اور اس کی پیروی کرنے والے سب کے سب کافر اور بہت بڑے ظالم ہیں، جس طرح مرزا قادیانی کو دجال وکذاب اور بہت بڑا ظالم تسلیم کرنا ایمان کا تقاضا اور فرض لازمی ہے۔ اسی طرح مرزائیوں اور قادیانیوں کو کافر اور بہت بڑا ظالم یقین کرنا بھی ایمان کا تقاضا اور فرض لازمی ہے۔ امت مسلمہ کے ہر ہر فرد تک قرآن وحدیث کا یہ فتویٰ پہنچانا اور امت مسلمہ کے ہر ہر فرد کو اس ملعون فتنہ سے بچانا میرا اور آپ کا فریضہ ہے، ورنہ قرآن پاک کی بہت بڑی وعید کا مستحق بننا پڑے گا۔ ملاحظہ ہو:

آیت۲...... "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار، ومالکم من دون الله من اولیاء ثم لا تنصرون (ہود:۱۱۳)" ﴿اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں، پھر تم کو لگے گی آگ، اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔﴾

اس آیت مبارکہ میں ہمیں ہلاکت اور بربادی سے بچنے کے لئے ایک اہم ہدایت نامہ دیا گیا ہے، وہ یہ کہ: "ظالموں کی طرف ادنیٰ سا میلان بھی نہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھ تمہیں بھی جہنم کی آگ لگ جائے۔" یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی ناراضگی، دھمکی اور وعید ہے کہ ظالموں سے اپنے آپ کو بچاؤ! ورنہ ان کے ساتھ جہنم میں جانا پڑے گا۔ آیت میں "لا ترکنوا" ہے جو "رکون" سے بنا ہوا اور "رکون" کا معنی ہے۔ ہلکا سا قلبی میلان اور ہلکی سی دلی محبت اور ہلکا سا دلی جھکاؤ۔ اب دیکھتے ہیں کہ ائمہ مفسرین اس آیت کی تفسیر میں کیا فرماتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں! جاری ہے!

مسئلہ: صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ بلکہ اس کا دینا افضل ہے۔ اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے۔ مثلاً چنا' چاول' آٹا' جوار اور مکی وغیرہ دینا چاہے تو اتنی مقدار میں دے کہ اس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اس سے دوگنے جو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

مسئلہ: ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دینا دونوں صورتیں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

مسئلہ: اپنی اولاد کو یا ماں باپ' نانا' نانی' دادا' دادی کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتا۔ البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی' بہن' چچا' ماموں' خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو صدقہ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیدوں کو بھی صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ: بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے دیتے ہیں۔ حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے۔ اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو دینے سے ادائیگی نہ ہوگی۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

مسئلہ: جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: اپنے غریب نوکروں کو بھی زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔ مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

ختم نبوت کانفرنس جھنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۶ رمئی کو غلہ منڈی جھنگ کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے کی۔ کانفرنس سے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا صاحبزادہ محمد امجد خان، مولانا معاویہ اعظم، مولانا عبدالغفور جھنگوی اور مولانا محمد احمد لدھیانوی، جناب لیاقت بلوچ، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب فرمایا۔ مولانا شاہد عمران عارفی، ملک شہادت علی طاہر جھنگوی برادران نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس کے انتظامات مولانا غلام حسین، مولانا سید مصدوق حسین شاہ، مولانا محمد اقبال شیروانی، شیخ مقبول احمد، مولانا غلام سرور نے کئے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

معراج مصطفیٰ کانفرنس باندھی

۱۲ رمئی بروز پیر بعد نماز عشاء حسینی چوک میں معراج مصطفیٰ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس سے قاری کامران احمد، مولانا عبدالجبار حیدری، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو سمیت دیگر علمائے کرام نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس کی صدارت مولانا عبدالرحیم مینگل نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد انور نے سرانجام دیئے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

سہ ماہی اجلاس مبلغین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس یکم رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق یکم مئی ۲۰۱۴ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی دو نشستیں ہوئی۔ پہلی نشست کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ اور دوسرے اجلاس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ گزشتہ اجلاس کی خواندگی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کی۔ مرحومین کی مغفرت کی دعا اور ایصال ثواب کیا گیا۔ دعا حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کرائی۔ چناب نگر کورس کے سلسلہ میں مبلغین کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں کہ وہ اپنے اپنے حلقوں کے جامعات کے دورے کریں۔ اپنے بیانات میں علماء، طلباء کو چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دیں۔ کورس کے لئے پچیس سو اشتہار چھپوائے گئے جو مبلغین میں تقسیم کر دیئے گئے۔ عرب ممالک میں قادیانی نشریات کو رکوانے کے لئے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ خط لکھیں۔ مولانا قاضی احسان احمد کو ہدایت کی گئی کہ وہ حضرت ڈاکٹر صاحب سے خط لکھوا کر بھجوائیں۔ جیو اور اے آر وائے سمیت نیوز چینل پر حضرات انبیاء کرام، اصحاب واہل بیتؓ رسول پر دکھلائی جانے والی فلموں کی مذمت کی گئی اور گستاخانہ فلموں پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا۔ کورس میں امسال مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا رضوان عزیز، مولانا محمد قاسم رحمانی لیکچرز دیں گے۔ نیز قرآنی عربی کورس بھی کرایا جائے گا۔ کورس کے شرکاء کو تقریر، تحریر، مناظرہ کے گر سکھلائے جائیں گے۔ تمام احباب کو ہدایت کی گئی کہ مجلس کے مستقل دفاتر میں ماہانہ درسوں کا سلسلہ مستقل طور پر جاری رکھیں۔ مجلس کے مطبوعہ لٹریچر کے آخر میں قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ سے متعلق اشتہار دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ مبلغین حضرات نے اپنے اپنے حلقوں پر بڑی کانفرسوں کی رپورٹ پیش کی۔ جس پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۲۳، ۲۴ را کتوبر کو مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوگی۔ اس کی تیاری، مقررین سے رابطے شروع کرنے کی ہدایت کی گئی۔

چناب نگر و مضافات میں سلسلہ دروس قرآنیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر اور اس کے مضافات کی مختلف مساجد میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کی سرپرستی میں درس قرآن کے عنوان سے پروگرام رکھے گئے۔ مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد احمد، مولانا محمد امین، مولانا صغیر احمد، مولانا محمد شاہد، مولانا الیاس الرحمٰن، مولانا شفیق الرحمٰن، مولانا محمد عمر ساقی، مولانا محمد وسیم نے مختلف موضوعات پر بیانات فرمائے۔ بعض علاقہ والوں نے اپنی طرف سے اشتہار چھپوائے اور علاقہ کی مختلف مساجد میں چسپاں کئے۔ اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین!

تحفظ ختم نبوت پر ایک سالہ تخصص!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۹؍مارچ ۲۰۱۴ء میں فیصلہ کیا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں فارغ التحصیل علماء کرام کی تیاری کے لئے سہ ماہی سالانہ کلاس جو شوال المکرم، ذیقعدہ، ذی الحجہ میں دفتر مرکزیہ ملتان منعقد ہوتی ہے:

۱...... اس کلاس کا دورانیہ سہ ماہی کی بجائے ایک سال کر دیا جائے۔

۲...... ایک سالہ تخصص کی یہ کلاس بجائے ملتان دفتر مرکزیہ کے اس سال سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں انعقاد پذیر ہو۔

۳...... اس کلاس میں وفاق المدارس کے فارغ التحصیل علماء کرام کو داخلہ دیا جائے۔

۴...... داخلہ کے خواہش مند حضرات جید جدا کی اسناد کے حامل ہوں۔ تدریسی تجربہ، میٹرک، مڈل، کمپیوٹر جاننے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

۵...... اس سال کلاس کے شرکاء کی تعداد تیس ہوگی۔

۶...... جن موضوعات پر تیاری کرائی جائے گی خصوصیت سے وہ یہ ہیں: مبادیات تفسیر، اصول حدیث بمع اصطلاحات اصول فقہ، تربیت تحریر و تقریر، اجراء، صرف ونحو، حفظ الاحادیث، مطالعہ قادیانیت، مطالعہ مسیحیت، مطالعہ جدید فتن جغرافیہ، فلکیات وغیرہ!

۷...... تمام شرکاء کو کم از کم دو صد صفحات کا مقالہ لکھنا ضروری ہوگا۔

۸...... تخریج و تحقیق پر خصوصی توجہ دینا ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز! شرکاء، نکتہ دان خطیب، بلند پایہ ادیب، محقق ومناظر کے علاوہ اتحاد امت کے داعی ثابت ہوں گے۔

۹...... داخلہ کے خواہشمند قومی شناختی کارڈ اصل بمع ایک عدد فوٹو کاپی اور دو عدد رنگین فوٹو مدرسہ سے تزکیہ کا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔

۱۰...... ۱۰؍شوال المکرم سے ۱۵؍شوال تک داخلہ کے لئے رابطہ فرمائیں اور پھر ۱۸؍شوال کو تحریری وتقریری انٹری ٹیسٹ پاس کر کے مستحق داخلہ ہوں۔

۱۱...... شرکاء کلاس کو کاغذ، کاپی، قلم، و دیگر ضروریات کے لئے پندرہ صد روپیہ ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔

حق تعالیٰ شانہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس جدوجہد کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور اسے ہر قسم کی خیر و برکت کا ذریعہ فرمائیں۔ تاکہ ملک عزیز میں رحمت دو عالم ﷺ کی عزت وناموس اور وصف خاص ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جاسکے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم!

رابطہ کے لئے

مولانا عزیز الرحمن ثانی موبائل نمبر: 0300-4304277، مولانا غلام رسول دین پوری موبائل نمبر: 0300-6733670

مولانا رضوان عزیز موبائل نمبر: 0332-4000744

حضرت اقدس
شیخ الحدیث
مولانا
عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

قیوم زماں محبوب نقشبنداں جانشین غوث زماں

حضرت مولانا
حافظ **محمد ناصر الدین خان خاکوانی** صاحب

خانقاہ دار السلام گوجرانوالہ روڈ، شیخوپورہ

تاریخی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

بتاریخ **13 ستمبر 2014** بروز ہفتہ بعد نماز مغرب
کمپنی باغ شیخوپورہ

ولی کامل
حضرت مولانا
مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ

ولی کامل شیخ الحدیث
حضرت مولانا
محمد عالم صاحب مدظلہ

مدیر جامعہ فاروقیہ شرقپور روڈ شیخوپورہ

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ

0300-4304277
0303-6430074
0300-6699206
0321-4134373

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

شائقین علوم نبویہ وتشنگان علوم کے لیے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

اعلان داخلہ

اللہ کے فضل وکرم اور اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وامت مسلمہ کی دعاؤں کے صدقے ادارہ ہذا روز افزوں ترقی کے مراحل طے کرتا جارہا ہے ظاہری و باطنی خوبیوں سے بھی آراستہ وپیراستہ ہورہا ہے۔ جس کے تعمیری لحاظ سے دو حصے ہیں اور دونوں جاذب نظر اور دل کش ہیں، ایک حصے میں شعبہ تحفیظ القرآن ہے اور دوسرے حصے میں شعبہ درس نظامی۔

شعبہ تحفیظ القرآن کی 6 کلاسیں ہیں اور شعبہ درس نظامی الحمدللہ درجہ ابتدائیہ سے درجہ مشکوٰۃ تک ہے۔ شعبہ تحفیظ القرآن کا داخلہ 4 شوال المکرّم تا 10 شوال المکرّم 1435ھ ہوگا اور 10 شوال المکرّم سے شعبہ تحفیظ القرآن کی تعلیم کا آغاز ہوجائے گا۔ جبکہ شعبہ درس نظامی کا داخلہ 4 شوال المکرّم تا 15 شوال المکرّم 1435ھ ہوگا۔ درس نظامی کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم میٹرک تک دی جاتی ہے۔

ادارہ ہذا میں طلباء کے لیے ہر قسم کی سہولت (خورد ونوش، علاج ومعالجہ، معقول وظیفہ اور رہائش وغیرہ) کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

رابطہ کے لیے

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی 0300-4304277 ..... مولانا غلام رسول دین پوری 03006733670

زیر اہتمام **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان**